قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

جمعرات 19 مئی 2022ء | 18 شوال 1443 ہجری قمری | 19 ہجرت 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:119

فرمانِ رسول ﷺ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے قرآن کا ایک حرف بھی پڑھا اس کو اس کے پڑھنے کی وجہ سے ایک نیکی ملے گی اور اس ایک نیکی کی وجہ سے دس اور نیکیاں ملیں گی۔ پھر فرمایا: مَیں یہ نہیں کہتا کہ الٓمٓ ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے، اور لام ایک حرف اور میم ایک حرف ہے۔

(ترمذی کتاب فضائل القرآن باب ماجاء فی من قرأحرفا من القرآن)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

ہر مرض کا علاج

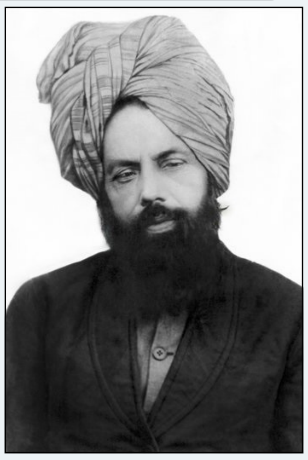

’’قرآنِ شریف پر تدبر کرو۔ اس میں سب کچھ ہے۔ نیکیوں اور بدیوں کی تفصیل ہے اور آئندہ زمانہ کی خبریں ہیں وغیرہ۔ بخوبی سمجھ لو کہ یہ وہ مذہب پیش کرتا ہے جس پر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اس کے برکات اور ثمرات تازہ بتازہ ملتے ہیں۔ انجیل میں مذہب کو کامل طور پر بیان نہیں کیا گیا۔ اُس کی تعلیم اُس زمانہ کے حسبِ حال ہو تو ہو لیکن وہ ہمیشہ اور ہر حالت کے موافق ہرگز نہیں۔ یہ فخر قرآنِ مجید ہی کو ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُس میں ہر مرض کا علاج بتایا ہے اور تمام قویٰ کی تربیت فرمائی ہے اور جو بدی ظاہر کی ہے اُس کے دُور کرنے کا طریق بھی بتایا ہے۔ اس لئے قرآنِ مجید کی تلاوت کرتے رہو اور دعا کرتے رہو اور اپنے چال چلن کو اس کی تعلیم کے ماتحت رکھنے کی کوشش کرو۔‘‘

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 102 ایڈیشن 1988ء)

ارشادِ باری تعالیٰ

اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَرَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا

(المائدہ:4)

ترجمہ: آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر میں نے اپنی نعمت تمام کر دی ہے اور میں نے اسلام کو تمہارے لئے دین کے طور پر پسند کر لیا ہے۔

فرمان خلیفۂ وقت

سمجھ کر قرآن کریم کی تلاوت ہونی چاہئے۔ قرآن کریم کا ادب بھی یہی ہے کہ اس کو سمجھ کر پڑھا جائے۔ اگر اچھی طرح ترجمہ آتا بھی ہو تب بھی سمجھ کر، ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کا حق ادا کرتے ہوئے پڑھنا چاہئے تاکہ ذہن اس حسین تعلیم سے مزید روشن ہو … جتنی بھی سمجھ ہے، بعض تو بڑے واضح احکام ہیں، سمجھنے کے بعد ان پر عمل کرنا بھی ضروری ہے۔ کسی بھی اچھی بات کا یا نصیحت کا فائدہ تبھی ہوسکتا ہے جب وہ نصیحت پڑھ یا سن کر اس پر عمل کرنے کی کوشش بھی ہو رہی ہو گی۔ کیونکہ تلاوت کا ایک مطلب پیروی اور عمل کرنا بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں یہ فرمایا ہے کہ یہ قرآن میں نے تمہارے لئے، ہر اس شخص کے لئے جو تمام نیکیوں اور اچھے اعمال کے معیار حاصل کرنا چاہتا ہے اس قرآن کریم میں یہ اعلیٰ معیار حاصل کرنے کے لئے تمام اصول اور ضابطے مہیا کر دیئے ہیں۔ ہر قسم کے آدمی کے لئے، ہر قسم کی استعداد رکھنے والے کے لئے، اور نہ صرف یہ کہ جیسا کہ مَیں نے کہا کسی خاص آدمی کے لئے نہیں رکھے ہیں بلکہ ہر طبقے اور ہر معیار کے آدمی کے لئے رکھے ہیں۔ اور اس میں ہر آدمی کے لئے نصیحت ہے وہ اپنی استعداد کے مطابق سمجھ لے۔ فرمایا کہ وَلَقَدۡ یَسَّرۡنَا الۡقُرۡاٰنَ لِلذِّکۡرِ فَہَلۡ مِنۡ مُّدَّکِرٍ (القمر:18) اور یقیناً ہم نے قرآن کو نصیحت کی خاطر آسان بنا دیا ہے۔ پس کیا ہے کوئی نصیحت پکڑنے والا۔ اب یہ ہمارے پر ہے کہ ہم اس تعلیم کو کس حد تک اپنے اوپر لاگو کرتے ہیں اور اس کی تعلیمات سے نصیحت پکڑتے ہیں۔۔۔

(خطبہ جمعہ 21؍ اکتوبر 2005ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- عجیب ڈور ہے جس سے بندھی گئی ہوں میں (منظوم)
- حقوق و فرائض
- سیرت حضرت سمیہؓ بنت خباط
- آؤ! اُردو سیکھیں
- خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ مورخہ 4؍ فروری 2022ء
- اہل ایمان پر فسق و کفر کی تہمت لگانا
- خاندان حضرت مسیح موعودؑ سے دو تاریخی تعلق
- بیرن، سوئٹزرلینڈ میں قرآن کریم کی کامیاب نمائش
- صحت سیمینار۔ مجلس انصار اللہ ناروے
- انصار اللہ سوئٹزرلینڈ کے سپورٹس ڈے پر Bowling کے مقابلہ جات

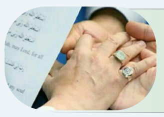

دربارِ خلافت

’’آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے‘‘

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پس صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وقت ہی اتحاد اور اتفاق کو ترقی دینے کا وقت نہیں تھا بلکہ آج بھی جبکہ ہم بہت بڑا دعویٰ لے کر کھڑے ہوئے ہیں کہ اس ملک کو اسلام کے جھنڈے تلے لائیں گے، سب سے پہلے اپنے اندر اتفاق و اتحاد کو ترقی دینے اور اُس کے اعلیٰ معیار قائم کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر تمام عہدیداروں اور ہر فردِ جماعت نے اکائی بننے میں اپنا کردار ادا نہ کیا تو مسجد اور خانۂ خدا کا حق ادا کرنے والے نہیں بن سکتے۔ میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ مسجد کی خوبصورتی اُس وقت کام آسکتی ہے جب اس کے اندر آنے والوں کی روح کی خوبصورتی نظر آئے۔ جب ہر احمدی کے قول و فعل میں عبادت کے ساتھ ایک دوسرے کے لئے محبت اور پیار کے جذبات نظر آئیں۔ اس بات کو قرآنِ کریم نے بھی کھول کر ہمارے سامنے رکھ دیا ہے۔ میں نے جو آیت شروع میں تلاوت کی۔ اس کا ترجمہ بھی آپ نے سن لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپس میں محبت اور پیار پیدا کرو۔ پس اگر یہ پیدا نہیں ہوگا تو خدا تعالیٰ کے بنا گمراہی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا انعام اور احسان ہے کہ تمہیں اُس نے ایک کر دیا۔ پس خدا تعالیٰ کے ہر ارشاد پر، ہر حکم پر، ہر ہدایت پر ایک سچے مومن کو غور کرنا چاہئے۔ ان حکموں سے نہ مَیں باہر ہوں، نہ آپ باہر ہیں، نہ کوئی عہدیدار باہر ہے، نہ کوئی مربی یا مبلغ باہر ہے، نہ ہی کوئی فردِ جماعت باہر ہے، چاہے وہ مرد ہے یا عورت ہے۔ جب تک اللہ تعالیٰ کی رسی کو ہم مضبوطی سے پکڑے رکھیں گے، جب تک ہم قرآنِ کریم کی تعلیم پر عمل کرنے والے بنے رہیں گے، جب تک ہم اللہ تعالیٰ کے اس احسان کو یاد رکھیں گے کہ اُس نے ہمیں احمدی ہونے اور احمدیت پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائی، ہم اللہ تعالیٰ کا بھی حق ادا کرنے والے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کے گھر کا بھی حق ادا کرنے والے ہوں گے۔ جب تک ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے غلامِ صادق اور زمانے کے امام کی باتوں کو مضبوطی سے تھامے رکھیں گے، ہم اللہ تعالیٰ کی نعمت کا حق ادا کرنے والے اور اُس کے انعاموں اور احسانوں کا شکر ادا کرنے والے ہوں گے۔ جب تک ہم میں سے ہر ایک جو خلیفہ وقت سے عہدِ بیعت باندھتا ہے، خلیفہ وقت کی باتوں کو نہ صرف سنے گا بلکہ اُن پر عمل کرنے کی کوشش کرے گا، وہ اللہ تعالیٰ کے انعامات کی قدر کرنے والا کہلائے گا۔

پس ہمیشہ یاد رکھیں کہ قرآنِ کریم، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلافتِ احمدیہ یہ سب حبل اللہ ہیں، اللہ تعالیٰ کی رسّی ہیں۔ اُن میں سے ایک کڑی بھی اگر ایک احمدی نظرانداز کرے گا تو وہ اُن لوگوں میں شمار ہو گا جو دوبارہ آگ کے گڑھے کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ پس ہر احمدی کو یہ بات اپنے پیشِ نظر رکھنی چاہئے کہ حبل اللہ کو پکڑنا اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کو یاد رکھنا اور اُس کا شکر گزار ہونا تب حقیقت کا روپ دھارے گا، تب یہ قول سے نکل کر عمل کی شکل اختیار کرے گا جب آپس کی محبت ہو گی۔ جب ایک دوسرے کے ساتھ محبت کرنے والے بھائیوں جیسا سلوک ہو گا تب ہی ایک احمدی حقیقت میں ہدایت یافتہ اور آگ کے گڑھے میں گرنے سے بچایا جانے والا کہلائے گا۔ جب ہر قسم کے تفرقہ سے اپنے آپ کو پاک رکھے گا تبھی ایک احمدی حقیقی احمدی کہلائے گا۔ جب ہر قسم کی ذاتی اَناؤں سے ہر احمدی اپنے آپ کو بچائے گا، جب خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ایک دوسرے سے محبت ہو گی تب ہی ایک احمدی حقیقی احمدی بنتا ہے۔

پس خوش قسمت ہیں وہ جو اس نہج پر اپنی سوچوں کو ڈالیں، اپنے قول کو اس طرح ڈھالیں، اپنے عمل کو اس کے مطابق ڈھالیں۔ اور جب یہ معیار ہم حاصل کر لیں گے تو پھر ہی دوسروں کو بھی ہم دعوت دے سکتے ہیں اور پکار پکار کر اعلان کر سکتے ہیں کہ ’’آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے‘‘

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 225)

(خطبہ جمعہ 5/ اپریل 2013ء)

عجیب ڈور ہے جس سے بندھی گئی ہوں میں

زباں پہ آنے سے پہلے کہی گئی ہوں میں
کسی خیال میں کھو کر بنی گئی ہوں میں

مرے خیال کی دہلیز اتنی اونچی ہے
کہ آسماں کے برابر چنی گئی ہوں میں

مرا غرور مری وحشتوں پہ حاوی ہے
کچھ ایسے وصف سے ممتاز کی گئی ہوں میں

مرے وجود میں پہروں سکوت رہتا ہے
نہ جانے کس کی صدا میں گندھی گئی ہوں میں

مرے خیال سے جل جاتے ہیں چراغِ سحر
کہ طاقِ شمس و قمر پر رکھی گئی ہوں میں

وہ روز خواب کے روزن سے دیکھتا ہے مجھے
عجیب ڈور ہے جس سے بندھی گئی ہوں میں

سبھی کے دل میں دیّا پیار کا جلاتی ہوں
ورق ورق پہ اجالا لکھی گئی ہوں میں

دیا جیم۔ فجی

آج کی دعا

رَبِّ اَصۡلِحۡ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ (تذکرہ ایڈیشن چہارم صفحہ 37)

ترجمہ: اے میرے رب! امتِ محمدیہ کی اصلاح کر۔

یہ سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد مسیحِ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت محمدیہ کی اصلاح کے لئے الہامی دعا ہے۔

قابل صد احترام پیارے آقا سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں

احمدیوں کو دعاؤں کی طرف توجہ کرنے کی بھی بہت ضرورت ہے اور امت کے لئے دعا کرنا سب دعاؤں سے افضل ہے۔ کیونکہ اس وقت یہ اُمّت بڑی مشکل میں گرفتار ہے۔۔۔ اس لئے بہت زیادہ دعاؤں کی ضرورت ہے۔ ایک احمدی کی تو آخری وقت تک یہ کوشش ہونی چاہئے کہ یہ بلائیں ٹل جائیں۔ اور ہمارے پاس اس کے علاوہ کوئی چیز نہیں ہے، یہی سب سے بڑا ذریعہ ہے کہ دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ نے الہاماً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اُمّت کے لئے دعاؤں کی طرف توجہ دلائی تھی۔ ایک دعا کا ذکر میں کرتا ہوں کہ رَبِّ اَصۡلِحۡ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ (تذکرہ ایڈیشن چہارم صفحہ 37) کہ اے میرے رب! امت محمدیہ کی اصلاح کر۔ پس ان کی اصلاح کے لئے بہت دعا کی ضرورت ہے اور اصلاح کا نتیجہ ایک ہی صورت میں نظر آسکتا ہے اور وہ ہے کہ وقت کے امام کو مان لینا تا کہ ان آفات سے بچ جائیں جو زمینی بھی ہیں اور آسمانی بھی۔ ورنہ کوئی اصلاح کی کوشش کامیاب نہیں ہوسکتی، کوئی ایسی کوشش جو امام الزمان کی تعلیم سے ہٹ کر کی جائے نہ ذاتی طور پر، نہ قومی طور پر کسی کو بچا سکتی ہے اور نہ ذاتی کوششوں سے اب تقویٰ پر کوئی قائم ہوسکتا ہے۔

(خطبہ جمعہ 17 مارچ 2006ء از خطبات مسرور جلد 4 صفحہ 154)

مرسلہ: مریم رحمٰن

اداریہ

حقوق و فرائض

ہمارے معاشرہ میں خاندان بہت سے رشتوں کے مجموعہ کا نام ہے اور ہر رشتہ ہی محترم اور قابل عزت ہے اور یہ رشتے حقوق و فرائض کی ادائیگی اور ایک دوسرے کے لئے قربانی کرنے اور ایثار سے پنپتے ہیں اور صحت مند معاشرہ یا معاشرتی زندگی کا قیام ایک دوسرے کے حقوق و فرائض کی ادائیگی سے ہوسکتا ہے۔

گویا حقوق و فرائض کو گاڑی کے دو پہیے قرار دیا جا سکتا ہے جو مساوی چلتے ہیں۔ اگر ایک امر کسی کا حق ہے تو وہی امر دوسرے کا فرض۔ گویا ہر حق کے ساتھ ایک فرض بھی وابستہ ہے۔ اس مضمون کو کسی نے ایک فقرہ میں یوں ادا کیا ہے۔ ’’حقوق کے حصول کا واحد راستہ فرائض کی ادائیگی ہے‘‘

مشہور مفکر ڈاکٹر بنی پرشاد کے مطابق حقوق و فرائض ایک ہی سکّے کے دو رُخ ہیں۔ اپنے نقطہ نگاہ سے دیکھیں تو وہ حقوق ہیں اور دوسرے کے نقطہ نگاہ سے دیکھیں تو وہ فرض ہے۔

ہم دنیا میں دیکھتے ہیں کہ ہر انسان انفرادی طور پر یا مختلف سوسائیٹیاں، تنظیمیں یا پارٹیاں اپنے اپنے حقوق کا مطالبہ کرتی نظر آتی ہیں۔ اپنے حقوق کے تحفظ کا پرچار کرتی نظر آتی ہیں مگر دوسرے کے حقوق جو اپنے فرائض ہیں ان کو نظر انداز کر دیتے ہیں اور ہماری زبان میں بھی حقوق و فرائض دونوں الفاظ کے ساتھ ادائیگی کا لفظ زیادہ استعمال ہوتا ہے۔ حقوق کی ادائیگی اور فرائض کی ادائیگی کے الفاظ بولے جاتے ہیں اور حقوق و فرائض کہہ کر حقوق کی ادائیگی کو فرائض کی ادائیگی پر فوقیت دی گئی ہے اور انگریزی میں بھی Give And Take کا محاورہ بولا جاتا ہے کہ اگلے کے حقوق پہلے ادا کرو۔ آپ کے حقوق خود بخود ادا ہوں گے۔ follow کریں گے۔

اس تمام مضمون کا خلاصہ یوں بنتا ہے۔

ہمارے حقوق ہم پر یہ فرض عائد کرتے ہیں ہم معاشرہ میں دوسرے افراد کے اور خاندان میں رشتہ داروں کے حقوق کا احترام کریں۔

اس مضمون کو جب ہم خاندان پر لاگو کرتے ہیں تو خاندان کے اندر موجود تمام رشتہ داریاں محترم ہیں، قابل عزت ہیں اور ان کے حقوق کی ادائیگی کی تعلیم ملتی ہے۔

اس کے علاوہ میاں بیوی کا ایک یونٹ ہے ان کے ایک دوسرے کے لئے حقوق و فرائض ہیں۔ ماں باپ اور اولاد کا ایک رشتہ ہے۔ ساس سسر اور بہو، ساس سسر اور داماد کے تعلقات ہیں۔ ان کے ساتھ ماموں، خالہ، نانا، نانی، چچا، تایا، پھوپھو، دادا، دادی اور بہن بھائیوں کا تعلق ہے۔

آنحضور ﷺ نے فرمایا ہے۔ ’’جو شخص رزق میں فراخی چاہتا ہے یا خواہش رکھتا ہے کہ اس کی عمر بڑھے اور ذکر خیر ہو تو اسے صلہ رحمی کا خلق اپنانا چاہئے‘‘

(مسلم کتاب البر والصلة)

ان محترم عزیز اور پیارے رشتوں کے حقوق و فرائض کی ادائیگی کے لئے ایک فرمان یہ بھی ہے مَنْ لَمْ یَرْحَمْ صَغِیْرَنَا وَلَمْ یَعْرِفْ حَقَّ کَبِیْرِنَا فَلَیْسَ مِنَّا (ابو داؤد) کہ جو شخص ہم میں سے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور ہم میں سے بڑوں کا حق نہیں پہچانتا اس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے فرائض سمجھنے اور دوسروں کے حقوق ادا کرنے کی توفیق دیتا رہے۔

(ابو سعید)

بقیہ: اہل ایمان پر فسق و کفر کی تہمت لگانا...... از صفحہ 7

کسی کو کافر، فاسق کہنے کی ممانعت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لوگوں کو باقاعدہ طور پر دوسروں کو (امتی بھائیوں کو) کافر، فاسق وغیرہ کہنے سے منع فرمایا ہے۔ آپ نے فرمایا لَا یَرْمِیْ رَجُلٌ رَجُلًا بِالْفُسُوْقِ وَلَا یَرْمِیْہِ بِالْکُفْرِ اِلَّا رُدَّتْ عَلَیْہِ اِنْ لَّمْ یَکُنْ صَاحِبُہٗ کَذٰلِکَ

(بخاری کتاب الادب باب ما ینھیٰ عن السباب)

یعنی کوئی شخص کسی دوسرے پر فاسق ہونے کی تہمت نہ لگائے اور نہ ہی کافر ہونے کی۔ اس لئے کہ یہ تہمت لگانے والے پر لوٹ کر آتی ہے۔ اگر وہ (جس پر تہمت لگائی گئی ہے) اس کا (خدا کی نظر میں) مستحق نہیں۔ اسی طرح فرمایا جو شخص اپنے (مسلمان) بھائی کو کافر کہے تو دونوں میں سے ایک ضرور کافر ہوجاتا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الادب باب من اکفر اخاہ بغیر تاویل فھو کما قال)

بہت بڑا انذار

لوگ بلا سوچے سمجھے یا یوں کہنا چاہئے کہ بلا خوف دوسروں کے بارے میں فتوے جڑ دیتے ہیں کہ ہم تو فلاں کو مسلمان نہیں سمجھتے۔ اس کی فلاں فلاں کمزوری کی وجہ سے ہمیں اس کے ایمان پر یقین نہیں ہے وغیرہ لیکن وہ یہ بات نہیں سمجھتے کہ جس بات کو معمولی خیال کرکے وہ اپنے منہ سے نکال رہے ہیں وہ کس قدر خوفناک نتائج کی حامل ہے اور انہیں کتنے بڑے گناہ کا مرتکب بنا رہی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ اَفْتٰی بِغَیْرِ عِلْمٍ کَانَ اِثْمُہٗ عَلٰی مَنْ اَفْتَاہُ۔ (سنن ابوداؤد کتاب العلم باب التوقی فی الفتیاء)

یعنی جس نے بغیر علم کے فتویٰ دیا تو اس کا گناہ فتویٰ دینے والے پر ہے

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ اَلْبُھْتَانُ عَلَی الْبَرِیْءِ اَثْقَلُ مِنَ السَّمٰوٰتِ

(کنزالعمال جلد 3 صفحہ 802 رقم 8810)

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کسی بے گناہ پر بہتان لگانا آسمانوں سے بھی زیادہ بوجھل ہے۔

اسی لئے نصیحت فرمائی گئی ہے کہ لَا یَنْبَغِیْ لِصِدِّیْقٍ اَنْ یَّکُوْنَ لَعَّانًا (مشکوٰۃ المصابیح 2/411) یعنی کسی سچے مسلمان پر جائز نہیں کہ وہ لعن طعن کرنے والا ہو۔

تکفیر سازی کا زہر

ابتدائے اسلام کے کچھ ہی عرصہ بعد علماء حضرات کے کچھ گروہوں نے بجائے تکثیر کے لئے کام کرنے کے تکفیر سازی کی فیکٹریاں قائم کرلیں۔ اور وہ کام جو خدا نے شارع نبیؐ کے بھی سپرد نہ کیا تھا اور اپنے ہاتھ میں رکھا تھا۔ ان علماء نما لوگوں نے اپنا اختیار بنا کر لوگوں کے ایمانوں پر تکفیر کے ٹھپے لگانے شروع کردیئے۔ ان کی زبانوں کے شعلے مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کرتے رہے اور جابجا زبانوں کی تلواریں آہنی تلواروں کا روپ دھار کر مسلمان کے ہاتھوں مسلمان کا سرقلم کرواتی رہیں۔ جس کا فائدہ غیروں کو ہوتا رہا اور بڑی بڑی بارعب اسلام کا قلعہ کہلانے والی سلطنتیں تکفیر کے زہر کے اثر سے تاخت و تاراج ہوگئیں۔

سقوطِ بغداد کا المناک سانحہ تاقیامت ہمیں تکفیر کے زہر کی قتل و غارتگری کی داستان سناتا رہے گا۔ بغداد کی فضائیں معتصم باللہ کی حکومت میں تکفیر سے آلودہ ہوچکی تھیں۔ سنی و شیعہ ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی دوڑ میں تمام حدیں پھلانگ رہے تھے۔ اقتدار کے ایوانوں سے دونوں گروہوں کی یوں حمایت ہورہی تھی کہ وزیر اعظم ابن علقمی جو خود بھی شیعہ تھا، شیعوں کی حمایت کرتا تو دوسری طرف خلیفہ معتصم باللہ کا فرزند ابو بکر سنیوں کی حمایت اور امداد کرتا۔ اس لڑائی نے جسدِ علم کو کھوکھلا کرکے رکھ دیا اور وہ سلطنت جس کی ہیبت کے چارسُر چرچے تھے وہ ہلاکو کی افواج کے سامنے ریت کی دیوار اور راکھ کا ڈھیر ثابت ہوئی۔ بغداد میں انسانی لاشوں کے ڈھیر تھے جو مسلمانوں کی تھیں اور تین دن تک دجلہ کا پانی خونِ مسلم سے سُرخ رہا۔

تاریخ سے کچھ سبق نہ سیکھا گیا

بدقسمتی کی بات یہ ہے کہ اس قسم کے دسیوں، بیسیوں واقعات جو تاریخ کے اوراق میں ہمیں ملتے ہیں۔ ان سے کوئی سبق نہ سیکھا گیا۔ آج بھی جبّہ و دستار کے حامل ملّاں اور جاہل، منافق اور حرام کے رسیا پیر اپنی جعلسازی سے کمائی جانے والی حرام کمائی کی خاطر خونِ مسلم کی ارزانی کی داستانیں سناتے دکھائی دیتے ہیں، آج بھی اپنی حقیقت سے ناآشنا مسلمان ان کے ہوس پرستانہ عزائم کا ذریعہ اور شکار بن رہے ہیں۔ آج بھی ناحق خونِ مسلم بہہ رہا ہے۔ آج بھی جسدِ اسلام کو چھلنی کیا جارہا ہے جس سے اسلامی مملکتیں اور ریاستیں عملاً غیروں کے آگے ڈھیر دکھائی دے رہی ہیں۔ تکفیر کا یہ زہر سانپ نماملاؤں کی کچلیوں سے جب تک نکال پھینکا نہ گیا تب تک یہ تاریخ خود کو دھراتی چلی جائے گی۔ اللہ پناہ دے۔

منزہ ولی سنوری۔ کینیڈا

سیرت حضرت سمیہؓ بنت خباط

ابتدائیہ

سورة المدثر میں اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرماتا ہے

وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ (المدثر:5)

ترجمہ؛ اور جہاں تک تیرے کپڑوں (یعنی قریبی ساتھیوں) کا تعلق ہے تُو انہیں بہت پاک کر۔

اس امر کی تشریح میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ’’وہ کون سے کپڑے ہیں جن کو نبی مضبوطی سے اپنے ساتھ لگالیتا ہے اور جن کو پاک کرتا ہے۔ یہاں کوئی ظاہری کپڑے مراد نہیں بلکہ صحابہ رضوان اللہ علیہم ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب رہتے تھے اور آپ کی مطہر صحبت سے پاک کیے جاتے تھے‘‘

(سورة المدثر ترجمہ القرآن حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ)

تعارف

آپ کا نام سمیہ تھا۔ آپ صحابیہ تھیں۔صحابیات سے مراد وہ خواتین مبارکہ ہیں جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض پایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تربیت حاصل کر کے خواتین کے لیے رہتی دنیا تک عمدہ نمونے قائم کیے۔حضرت سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پہلی شہید خاتون ہیں جنہوں نے اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اسلام کی خاطر باوجود کمزوری اور بڑھاپے کے انتہائی ظلم وستم کا مقابلہ کرتے ہوئے اپنی جان اپنے خالقِ حقیقی کے سپرد کر دی۔ ان کا نام سمیہ تھا اور تاریخ انہیں اُم عمار بن یاسر کے خوبصورت نام سے یاد کرتی ہے۔ وہ اُم شہید، زوجہ شہید اور خود شہید تھیں۔ ابتدائی اسلام لانے والے والوں میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ دعویٰ نبوت کے تین سال بعد جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلانیہ طور پر دین اسلام کی تبلیغ کا کام شروع کر دیا تو کفار مکہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم پر مخالفت کے باعث شدید ظلم وستم شروع کر دیا جن میں غلامی کی زنجیروں میں جکڑے بے یار و مددگار مرد عورت سبھی شامل تھے۔ انہی عظیم ہستیوں میں سرفہرست نام حضرت سمیہ کا ہے جنہوں نے ان ظلم وستم کا بڑی بہادری اور جرات سے مقابلہ کیا اور جام شہادت نوش کیا۔ آپ کا شمار بلند پایہ صحابیات میں ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مکہ کے ایک قبیلہ بنو مخزوم کے رئیس ابو حذیفہ بن المغیرہ کی کنیز تھیں۔

شادی

ابو حذیفہؓ نے اپنی کنیز سمیہ کی شادی یمن سے آئے ہوئے اپنے ایک دوست یاسر سے کر دی۔ اس طرح ان کے تین بیٹے حضرت عمار، حضرت عبداللہ اور حریث پیدا ہوئے۔ دو بیٹے حضرت عمار رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ تو اسلام لائے لیکن تیسرے بیٹے حریث کو اسلام سے قبل ہی کسی نے قتل کر دیا تھا۔

پیارے آقاؐ سے محبت

رحمتِ عالم سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بچپن اور جوانی کا سارا دور آل یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے گزرا اور انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم شخصیت اور اعلیٰ سیرت و کردار کا نہایت گہرا اثر قبول کیا۔ اسی لیے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا تو اس خاندان نے فوراً اسلام قبول کر لیا۔حضرت یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی یمن سے مکہ آئے ہوئے تھے اور حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا ابھی تک بنی مخزوم کی غلامی میں تھیں اس لیے ان پر ہر طرح کے مظالم ڈھائے جاتے ظلم وستم کے پہاڑ توڑے جاتے لیکن اسلام اور پیارے آقا کی محبت میں وہ یہ سب کچھ برداشت کرتے۔

بہادرانہ قربانیاں

مسلمانوں کے لیے یہ بہت صبر آزما وقت تھا خصوصاً مکہ کا جو شخص اسلام قبول کرتا وہ مشرکین مکہ کے غضب کا نشانہ بنتا۔ اس معاملہ میں وہ قریبی رشتہ داروں کا بھی لحاظ نہ کرتے تھے۔ اس لیے حضرت یاسر رضی اللہ عنہ کا خاندان جو بے بس اور مظلوم تھا ان پر بھی مظالم کے پہاڑ توڑے جاتے لیکن ان کا ایمان پہاڑوں کی طرح مضبوط تھا جن کو نہ طوفان کی موجیں بہا سکیں اور نہ ہی تند و تیز ہوائیں ان کا کچھ بگاڑ سکیں۔ یہی حال ان کے بیٹوں کا تھا۔ ان مظلوموں کو لوہے کی زرہیں پہنا کر مکہ کی تپتی ریت پر لٹانا۔ ان کی پیٹھ پر گرم لوہے رکھنا اور پانی میں غوطے دینا کفار کا روز کا معمول تھا۔ ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سمیہ اور ان کے خاندان کے پاس سے گزرے جن کو عذاب دیا جارہا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ’’اے آل یاسر تمہیں خوشخبری ہو کہ تمہارا ٹھکانہ جنت ہوگا‘‘

اسی طرح ایک اور موقعہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر مظالم ہوتا دیکھ کر فرمایا ’’صبر کرو الٰہی آل یاسر پر مغفرت فرمادے اور تو نے ان کی مغفرت کر ہی دی‘‘

بوڑھے یاسر رضی اللہ عنہ یہ ظلم سہتے سہتے شہید ہو گئے لیکن مخالفین اسلام کو پھر بھی اس خاندان پر رحم نہ آیا۔ انہوں نے حضرت سمیہ اور انکے بیٹوں پر ظلم کا سلسلہ برابر جاری رکھا۔ ایک دن حضرت سمیہ دن بھر سختیاں برداشت کرنے کے بعد شام کو گھر آئیں تو ابوجہل نے ان کو گالیاں دینا شروع کر دیں اور پھر اس قدر ہوا کہ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کو بھی برچھی مار کر شہید کر دیا۔ پھر تیر مار کر آپکے بیٹے عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو بھی شہید کر دیا۔ اب صرف حضرت عمار رضی اللہ عنہ باقی رہ گئے تھے۔ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور روتے ہوئے اپنی والدہ کا واقعہ سنایا۔ آپ نے ان کو صبر کی تلقین کی اور فرمایا ’’اے اللہ آل یاسر کو کو دوزخ سے بچا‘‘

اس طرح سے بعثت کے چھٹے سال خواتین میں سب سے پہلے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو شہادت نصیب ہوئی۔

صابر و شاکر خاتون

مسلمان خواتین کی تاریخ میں ایسی کوئی خاتون نہیں ہے جس نے حضرت سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جتنا صبر کیا ہو۔ انہوں نے صبر کو اپنی عادت بنالیا تھا۔ بڑھاپے کی انتہا کو پہنچی ہوئی کمزور خاتون نے صبر و استقامت کی ایسی مثالیں چھوڑی ہیں جن کی مثال نہیں ملتی۔ ان کی خوشبو ہمیشہ پھیلتی رہے گی۔ باوجود اس کے ان پر ظلم وستم روا رکھے گئے لیکن وہ اپنے عقیدے سے ذرہ بھر بھی نہ ہٹیں اور چٹان کی مانند ڈٹی رہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق فرمائے۔ آمین

صحابہ کا بلند مقام

یہ وہ بلند مقام ہے صحابہ اور صحابیات کا جن کے بارے میں قرآن نے خود گواہی دی ہے۔سورۃ توبہ آیت نمبر 100 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ’’رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ۔‘‘

ترجمہ: اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اس سے راضی ہو گئے۔

اس آیت کی تشریح میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے خطبہ جمعہ 15 دسمبر 2017ء میں فرماتے ہیں ’’اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کا ذکر ہے جو سبقت لے جانے والے ہیں جو روحانی مرتبہ میں سب کے اوپر ہیں اور اپنے ایمان کے معیاروں اور اللہ تعالیٰ کی تعلیم کے مطابق اعمال بجا لانے والے ہیں باقی سب کو پیچھے چھوڑنے والے ہیں یہی لوگ ہیں جو سب سے پہلے ایمان لائے اور دوسروں کے لیے اپنے بعد آنے والوں کے لیے اپنی مثالیں بطور نمونہ چھوڑ گئے تاکہ دوسرے ان کی تقلید کریں۔

اسی طرح آپ مزید فرماتے ہیں کہ ایک حدیث کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے جس کی بھی تم اقتداء کرو گے ہدایت پا جاؤ گے‘‘۔

(خطبہ جمعہ 15 دسمبر 2017ء)

حرف آخر

غلام صادق آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا ہی پیارا ارشاد ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں کیا ہی بلند مقام پایا۔ ’’انصافاً دیکھا جائے کہ ہمارے ہادی کامل کے صحابہ رضوان اللہ علیہم نے اپنے خدا اور رسول کے لیے کیا کیا جان نثاریاں کیں۔ جلاوطن ہوئے، ظلم سہے، طرح طرح کے مصائب برداشت کیے۔ جانیں دیں لیکن صدق و وفا کے ساتھ قدم مارتے ہی گئے۔ پس وہ کیا بات تھی کہ جس نے انہیں ایسا جانثار بنا دیا تھا۔ وہ سچی محبت الٰہی کا جوش تھا جس کی شعاع ان کے دل پر پڑ چکی تھی۔ اس لیے خواہ کسی نبی کے ساتھ مقابلہ کر لیا جاوے آپ کی تعلیم تزکیہ نفس اپنے پیروؤں کو دنیا سے متنفر کرا دینا شجاعت کے ساتھ صداقت کے لیے خون بہا دینا۔ اس کی نظیر کہیں نہ مل سکے گی۔ یہ مقام صرف اور صرف آپ کے صحابہ کا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ نمبر 42،43)

دعا

آخر میں دعا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں اطاعت کے مقام کو بلند رکھتے ہوئے صحابہ اور صحابیات کی عمدہ مثالوں کو پڑھنے، سمجھنے اور سیرت پر بھرپور عمل کی توفیق بخشے۔ جنت کے وہ اعلیٰ مقام ان کو بھی عطاء فرمائے اور ہمیں بھی نسلاً درنسلاً ان راہوں پر عمل کرتے ہوئے وہ بلند ترین مقام عطاء کرے۔ آمین

الٰہی دے ہمیں دنیا کی جنت
رضا کی عشق کی آلا کی جنت
بہشتِ برزخ و محشر عطاء ہو
خداوندا! ملے عقبیٰ کی جنت

(بخار دل صفحہ نمبر 248)

عاطف وقاص۔ ٹورنٹو کینیڈا

آؤ! اُردو سیکھیں

سبق نمبر 45

کوئی بھی زبان سیکھنے کے دو ہی طریقے ہوتے ہیں۔ ایک یہ کہ زبان کو اس طرح سیکھا جائے جس طرح ایک بچہ اپنی مادری زبان سیکھتا ہے یعنی لاشعوری طور پہ نقل کرتے ہوئے۔ یعنی وہ جو سنتا ہے اسے بولتا ہے اور جو لکھا دیکھتا ہے اسے لکھتا ہے جبکہ اس سے پہلے اس کے ذہن میں کوئی اور زبان موجود نہیں ہوتی۔ دوسرا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ زبان کو بطور ایک سائنس یعنی علم کے سیکھا جائے جیسے ہم کوئی بھی علم سیکھتے ہیں اور اس میں مہارت حاصل کرتے جاتے ہیں۔ یہ طریقہ ہمیں اس وقت اختیار کرنا پڑتا ہے جب ہمارے ذہن میں ایک سے زائد زبانوں کی یاداشت موجود ہو۔ نیز ہمارے سیکھنے کا عمل لاشعوری سے زیادہ شعوری ہو۔ تاہم ایسے بچے جو ایک ایسی زبان سیکھنا چاہتے ہوں یا اس میں مہارت حاصل کرنا چاہتے ہوں جو ان کے والدین کی مادری زبان ہو مگر ان بچوں کی وہ مادری زبان نہ ہو جیسا کہ مغربی ممالک میں پیدا ہونے والے بچے ہیں تو ایسے بچوں یا طالب علموں کے لئے ضروری ہے اور فائدہ مند ہے کہ وہ زبان سیکھنے کے لئے دونوں طریق اپنائیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ غیر ممالک میں بچے والدین سے اردو صرف بولنے اور سن کر سمجھنے کی حد تک سیکھتے ہیں مگر ان کی مہارت کا درجہ بالکل سطحی ہوتا ہے۔ آپ کو یہ یاد رکھنا چاہیے آپ کے والدین نے تعلیم پاکستان یا بھارت میں حاصل کی ہے اور وہاں انھوں نے اردو کو باقاعدہ ایک سائنس کے طور پہ پڑھا ہے۔ ان کا اردو کے متعلق علم صرف لاشعوری نہیں ہے بلکہ اس میں شعوری کوشش اور محنت کا دخل ہے۔ جیسے مضمون نگاری، خط لکھنا، درخواست لکھنا، گرامر کے اصول، شاعری کی تشریحات کرنا، مختلف اردو لکھاریوں کے مضامین کو پڑھنا اور سمجھنا، تحریر و تقریر کی مہارت وغیرہ شامل ہے۔ پس آپ کو اردو سیکھنے کے لئے دونوں ہی طریق اختیار کرنے ہوں گے۔ لاشعوری طریق سے اردو کا معیار بلند کرنے کے لئے آپ کو اپنے والدین، اردو بولنے والے لکھنے والے احباب سے ایک مضبوط علمی تعلق بنانا ہوگا۔ ان کے ساتھ اردو میں گفتگو کرنی ہوگی۔ آپ کی وہ زبان جو اس ملک میں بولی جاتی ہے جہاں آپ ہجرت کے بعد رہتے ہیں آپ کو اسکول میں، مقامی دوستوں میں، ٹیلیوژن پروگراموں میں سننے اور بولنے کو مل جاتی ہے۔ آپ اسے لاشعوری اور شعوری طور پہ سیکھ چکے ہیں اور سیکھ رہے ہیں۔ اس لئے اردو بولنے والوں سے آپ کو اردو بولنی چاہئے تا کہ آپ اردو میں اپنا علم بڑھا سکیں۔ ہمارے ان اسباق کا مقصد اردو زبان کو بطور ایک علم یا سائنس کے پڑھانا ہے تا کہ آپ کا اردو زبان کا علم، راسخ، یقینی اور منطقی ہو۔ اس طرح آپ حضرت مسیح موعودؑ اور خلفاء حضرت مسیح موعودؑ کی کتب سے وہ علم حاصل کرنے کے قابل ہوسکیں جو کئی اقسام کا ہے۔ ان کتب میں فلسفہ، تاریخ، ادب، نفسیات، روحانی علوم، سیاست، اقتصادیات جیسے علوم بیان ہوئے ہیں۔ یہ علوم کی چند مثالیں ہیں جب آپ ان کتب سے استفادہ حاصل کریں گے تو حیران رہ جائیں گے کس قدر بیش قیمت خزانہ ہے جو آپ کو اردو زبان میں میسر ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے
اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار

آج کے سبق میں ہم فعل کی ان حالتوں اور قواعد کے بارے میں پڑھیں گے جو زمانہ مستقبل سے متعلق ہیں۔ فعل مستقبل یعنی Future Tense کی پہلی حالت مستقبل مطلق کہلاتی ہے۔

مستقبل مطلق Future Indefinite

اس کو انگریزی میں Future Indefinite کہا جاتا ہے۔ اس میں یہ بتایا جاتا ہے کہ ایک کام ہوگا تاہم وقت کی کوئی مخصوص قید نہیں ہوتی۔ جیسے کھائے گا، آئے گا۔ البتہ اگر ہونا جو کہ ایک مصدر یعنی infinitive ہے، سے یہ زمانہ بنانا ہو تو ہوئے گا کی بجائے ہوگا کہا جائے گا، یعنی کھانا سے کھائے گا آنا سے آئے گا تو ٹھیک ہے مگر ہونا سے ہوئے گا اب استعمال نہیں ہوتا۔ یہ ایک استثنائی معاملہ ہے۔ قدیم اردو میں ہوئے گا بھی استعمال ہوتا تھا مگر اب یہ انداز ترک کر دیا گیا ہے یا محض علاقائی رہ گیا ہے۔

بعض اوقات ہوگا حال کے معنی دیتا ہے جیسے تجھ سے بڑھ کر بھی کوئی بے وقوف ہوگا۔ یعنی جس کی بات ہورہی ہے وہ بے وقوف ہے۔

مستقبل مدامی

اس میں آئندہ زمانہ میں یعنی مستقبل میں کام کا جاری رہنا پایا جاتا ہے۔ جیسے وہ دو ماہ تک اس کتاب پر کام کرتا رہے گا۔ یہ انجن چلتا رہے گا۔

بنانے کا طریقہ: حالیہ ناتمام کے بعد رہے گا بڑھانے سے یہ زمانہ بن جاتا ہے۔ جیسے لکھنا مصدر infinitive ہے اور لکھتا حالیہ ناتمام Present indefinite پس لکھتا کے بعد رہے گا کا اضافہ کر دیا جائے تو مستقبل مدامی بن جاتا ہے۔ جیسے to write ایک مصدر یعنی Infinitive ہے اور writes اس کی ناتمام یعنی indefinite شکل ہے۔

البتہ انگریزی میں جب مستقبل مدامی یعنی بنانا ہو تو will/shall کے بعد keep/continue کا اضافہ کیا جاتا ہے اور پھر Present Participle لگا دی جاتی ہے۔ جیسے اردو کا فقرہ کہ وہ لکھتا رہے گا کو اگر انگریزی زبان میں دیکھیں تو یہ ایسے ہوگا He will keep writing.

مصدر مرکب

ایسے تمام مصادر یعنی Gerund کو جو دوسری زبانوں کے الفاظ کے آخر میں مصدر کی علامت "نا" زیادہ کر کے یا دوسری زبانوں کے الفاظ کے بعد اُردو مصدر لگا کر بنا لیے جاتے ہیں۔ انہیں مصدر جعلی یا مصدر مرکب کہتے ہیں۔ جیسے تشریف لانا، فلمانا، سیر کرنا، گرمانا، کفنانا وغیرہ۔ یہاں ہم مثال لیتے ہیں جاتا رہنا یہ ایک مصدر مرکب ہے۔ پس اگر اس سے مستقبل کا جملہ بنائیں جیسے اس کا کام جاتا رہے گا۔ یعنی ملازمت کھو دینا۔ تو یہ مستقبل مدامی نہیں ہے بلکہ مستقبل مطلق یعنی Future Indefinite ہے۔ یہاں اہم بات یہ ہے کہ آپ جان لیں کہ مصدر مرکب کیا ہوتا ہے۔

مصدر Gerund

انگریزی گرامر میں Gerund سے مراد ہے فعل یعنی verb کی پہلی حالت یا Form کے ساتھ Ing کا اضافہ کر کے دو مقاصد حاصل کرنا۔ ایک یہ کہ فعل یعنی verb سے اسم یعنی noun بنایا جائے۔ جیسے write ایک verb کی پہلی فارم ہے اور یہ فعل ہے اب اگر Writing کر دیں تو یہ ایک اسم یعنی noun بھی ہے۔ یعنی یہ ایک فعل کا نام ہے۔ جیسے I like writing کا مطلب ہے کہ مجھے لکھنا (نثر، نظم) پسند ہے۔ تو یہاں لکھنا ایک اسم ہے۔ دوسرا مقصد اس کا یہ ہوتا ہے کہ اسم صفت یعنی adjective بنایا جائے۔ جیسے writing table, writing pad وغیرہ میں writing ایک اسم صفت یعنی adjective ہے۔

استغنا: رہے گا، سے ایک قسم کی لاپرواہی یا استغنا بھی ظاہر کیا جاتا ہے جیسے آپ جایئے وہ آتا رہے گا۔ آپ چپ رہیے وہ خود ہی پڑھتا رہے گا۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

تکمیل اشاعت ہدایت کے متعلق یاد رکھنا چاہیے کہ آنحضرت ﷺ پر جو اتمام نعمت اور اکمال الدین ہوا تو اس کی دو صورتیں ہیں۔ اول تکمیل ہدایت۔ دوسری تکمیل اشاعت ہدایت۔ تکمیل ہدایت من کل الوجوہ آپؐ کی آمد اوّل سے ہوئی اور تکمیل اشاعت ہدایت آپؐ کی آمد ثانی سے ہوئی کیونکہ سورۃ جمعہ میں جو اٰخَرِیۡنَ مِنۡہُمۡ (الجمعہ: 7) والی آیت آپؐ کے فیض اور تعلیم سے ایک اور قوم کے تیار طیار کرنی کی ہدایت کرتی ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ ایک بعثت اور ہے اور یہ بعثت بروزی رنگ میں ہے جو اس وقت ہورہی ہے پس یہ وقت تکمیل اشاعت ہدایت کا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اشاعت کے تمام ذریعے اور سلسلے مکمل ہو رہے ہیں۔ چھاپہ خانوں کی کثرت اور آئے دن ان میں نئی باتوں کا پیدا ہونا، ڈاکخانوں، تار برقیوں، ریلوں، جہازوں، کا اجرا اور اخبارات کی اشاعت ان سب امور نے مل ملا کر دنیا کو ایک شہر کے حکم میں کر دیا ہے پس یہ ترقیاں بھی دراصل آنحضرت ﷺ کی ہی ترقیاں ہیں کیونکہ اس سے آپؐ کی کامل ہدایت کے کمال کا دوسرا جزو تکمیل اشاعت ہدایت پورا ہو رہا ہے۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 238-239 ایڈیشن 2016)

اقتباس کے مشکل الفاظ کے معنی

تکمیل: مکمل کرنا

اتمام نعمت: انعام کا پورا ہونا

من کل الوجوہ: ہر پہلو سے، پوری طرح۔

آمد اوّل: پہلی بار آنا۔

آمد ثانی: دوسری بار آنا۔

بروزی: بروز سے اسم صفت ہے، ظہور، کسی مخفی شے کے نظر آنے کا عمل یا کیفیت۔

چھاپہ خانہ: پریس جہاں کتابیں، اخبارات پرنٹ ہوکر چھاپے جاتے ہیں Printing press

ڈاکخانہ: پوسٹ آفس Post office

تار برقی: ٹیلی گرام Telegram

اجرا: جاری کرنا issuance/ to launch

دنیا کو ایک شہر کے حکم میں کرنا: یعنی مواصلات اور معلومات کے انقلاب کے باعث جغرافیائی سرحدیں صرف علامتی رہ گئی ہیں اور دنیا ایک گلوبل شہر بن گئی ہے۔ آج دنیا کے تمام بڑے شہروں سے بلاواسطہ دوسرے ملکوں کے بڑے شہروں سے کاروبار ہوتا ہے۔ ہر گلوبل شہر میں پورے بازار مخصوص ہیں جہاں ہر ملک کا بینک موجود ہوتا ہے اور حکومتی روک ٹوک کے بغیر قوانین کے اندر رہتے ہوئے دوسرے ممالک کے گلوبل شہروں کے ساتھ اس طرح کاروبار ہوتا ہے جیسے مقامی کاروبار ہو رہا ہو۔ پس حضرت مسیح موعودؑ نے گلوبل یا سائبر شہروں کی تشکیل کی پیش از وقت خبر دی کیونکہ تکمیل اشاعت ہدایت کے لئے یہ ضروری تھا۔

قمر احمد ظفر۔ نمائندہ روزنامہ الفضل آن لائن جرمنی

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ مؤرخہ 4؍فروری 2022ء

بصورت سوال و جواب

سوال: بمطابق واقدی قبیلہٴ بنو تَیم میں سے کون غزوہٴ بنو قُریظہ میں شامل ہوئے تھے؟

جواب: حضرت ابوبکر صدّیقؓ اور حضرت طلحہؓ بن عُبید اللہ

سوال: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنو قُریظہ کی طرف روانہ ہوئے تو حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے آپؐ کی خدمت میں کیا عرض کیا؟

جواب: یا رسول اللہؐ! لوگ اگر آپؐ کو دنیاوی زینت والے لباس میں دیکھیں گے تو اُن میں اسلام قبول کرنے کی خواہش زیادہ ہو گی، پس آپؐ وہ حُلّہ زیبِ تن فرمائیں جو حضرت سعدؓ بن عُبادہ نے آپؐ کی خدمت میں پیش کیا تھا۔

سوال: مذکورہٴ بالا تناظر میں رسول اللہؐ نے کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: مَیں ایسا کروں گا، اللہ کی قسم! اگر تم دونوں میرے لئے کسی ایک اَمر پرمتفق ہو جاؤ تو مَیں تمہارے مشورہ کے خلاف نہیں کہتا اور میرے ربّ نے میرے لئے تمہاری مثال ایسی ہی بیان کی ہے جیسا کہ اُس نے ملائک میں سے جبرائیلؑ اور میکائیلؑ کی مثال بیان کی ہے۔

سوال: رسول اللہؐ نے ابنِ خطاب (حضرت عمرؓ) کی مثال فرشتوں اور انبیاء میں سے کن کی سی قرار دی ہے؟

جواب: اِن کی مثال فرشتوں میں جبرائیلؑ کی سی ہے، اللہ نے ہر اُمّت کو جبرائیلؑ کے ذریعہ ہی ہلاک کیا ہے اور اِن کی مثال انبیاء میں سے حضرت نوحؑ کی سی ہے جب اُنہوں نے کہا! رَّبِّ لَا تَذَرۡ عَلَی الۡاَرۡضِ مِنَ الۡکٰفِرِیۡنَ دَیَّارًا (نوح:27)؛ اَے میرے ربّ! کافروں میں سے کسی کو زمین پر بستا ہوٴا نہ رہنے دے۔

سوال: رسول اللہؐ نے ابنِ ابی قُحافہ (حضرت ابوبکرؓ) کی مثال فرشتوں اور انبیاء میں سے کن کی مانند قرار دی ہے؟

جواب: فرشتوں میں میکائیلؑ کی مانند ہے، جب وہ مغفرت طلب کرتا ہے تو اُن لوگوں کے لئے جو زمین میں ہیں اور انبیاء میں اِس کی مثال حضرت ابراہیمؑ کی مانند ہے جب اُنہوں نے کہا! فَمَنۡ تَبِعَنِیۡ فَاِنَّہٗ مِنِّیۡ ۚ وَمَنۡ عَصَانِیۡ فَاِنَّکَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ (ابراہیم:37)؛ پس جس نے میری پیروی کی تو وہ یقیناً مجھ سے ہے اور جس نے میری نافرمانی کی تو یقیناً تُو بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

سوال: دورانِ محاصرہ بنو قُریظہ نبیٴ کریمؐ نے کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: اَے سعد آگے بڑھو اور اُن لوگوں پر تیر چلاؤ۔

سوال: متذکرہٴ بالا ارشاد کی روشنی میں حضرت سعدؓ کیا بیان کرتے ہیں؟

جواب: مَیں اِس حد تک آگے بڑھا کہ میرا تیر اُن تک پہنچ جائے اور میرے پاس پچاس سے زائد تیر تھے جو ہم نے چند لمحوں میں چلائے گویا ہمارے تیر ٹِڈی دَل کی طرح تھے۔۔۔ ہم اپنے تیروں کے متعلق ڈرنے لگے کہ کہیں وہ سارے ہی ختم نہ ہو جائیں۔ پس ہم اُن میں سے بعض تیر چلاتے اور بعض کو اپنے پاس محفوظ رکھتے۔

سوال: کون بیان کرتے ہیں کہ ہمارا کھانا وہ کھجوریں تھیں جو حضرت سعدؓ بن عُبادہ نے بھیجی تھیں اور وہ کھجوریں کافی زیادہ تھیں، ہم نے رات اُن کھجوروں میں سے کھاتے ہوئے گزاری؟

جواب: تیر چلانے والوں میں سے حضرت کعبؓ بن عَمرو المَازِنی

سوال: مزید بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ، حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو دیکھا گیا کہ وہ بھی کھجوریں کھا رہے تھے، رسول اللہؐ کیا ارشاد فرماتے؟

جواب: کھجور کیا ہی عمدہ کھانا ہے۔

سوال: حضرت سعدؓ بن مُعاذ نے جب بنو قُریظہ کے متعلق فیصلہ کیا تو رسول اللہؐ نے اُن کی تعریف کی اور کیا فرمایا نیز اِس پر آپؐ نے کیا دعا کی؟

جواب: تم نے اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا ہے؛ اَے اللہ! اگر تُو نے آنحضرتؐ کی قریش کے ساتھ کوئی اور جنگ مقدّر کر رکھی ہے تو مجھے اِس کے لئے زندہ رکھ اور اگر آنحضرتؐ اور قریش کے درمیان جنگ کا خاتمہ کر دیا ہے تو مجھے وفات دے دے۔

سوال: حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ اُن (حضرت سعدؓ) کا زخم کھل گیا حالانکہ آپؓ تندرست ہو چکے تھے اور اُس زخم کا معمولی نشان باقی رہ گیا تھا۔ رسول اللہؐ اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اُن کے لئے آنحضرتؐ کے لگوائے گئے خیمہ میں تشریف لائے، مزید آپؓ کیا بیان فرماتی ہیں؟

جواب: اُس کی قسم! جس کے قبضہٴ قدرت میں محمدؐ کی جان ہے کہ مَیں حضرت عمرؓ کے رونے کی آواز کو اور حضرت ابوبکرؓ کے رونے کی آواز سے الگ پہچان رہی تھی جبکہ مَیں اپنے حُجرہ میں تھی۔ وہ ایسے ہی تھے جیسے اللہ عزّوجل نے فرمایا ہے! رُحَمَآءُ بَیۡنَہُمۡ (الفتح:30) یعنی آپس میں ایک دوسرے سے بے حد محبّت کرنے والے ہیں۔

سوال: آنحضرتؐ نے ایک خواب دیکھی کہ آپؐ اپنے صحابہؓ کے ساتھ بیت اللہ کا طواف کر رہے ہیں، اِس خواب کی بناء پر آپؐ کتنے صحابہؓ کی جمیعت کے ساتھ نیز کب مدینہ سے عُمرہ کی ادائیگی کے لئے روانہ ہوئے؟

جواب: 1400؛ ذوالقعدہ چھ ہجری کے شروع میں پیر کے دن بوقتِ صبح

سوال: جب رسول اللہؐ کو معلوم ہوٴا کہ کُفّارِ مکہ نے آپؐ کو مکہ میں داخل ہونے سے روکنے کی تیاری کر لی ہے تو آپؐ نے صحابہؓ سے مشورہ طلب کیا، اِس پر حضرت ابوبکرؓ نے مشورہ دیتے ہوئے کیا عرض کیا؟

جواب: یا رسول اللہؐ! ہم تو محض عُمرہ کے لئے آئے ہیں ہم کسی سے لڑنے کے لئے نہیں آئے، میری رائے یہ ہے کہ ہم اپنی منزل کی طرف جائیں اگر کوئی ہمیں بیت اللہ سے روکنے کی کوشش کرے گا تو ہم اُس سے لڑائی کریں گے۔

سوال: صلحِ حُدیبیہ کے لئے جب باہم گفت و شُنید کے لئے وفود کا سلسلہ شروع ہوٴا تو کون نبیٴ کریمؐ کے پاس آئے اور آپؐ سے گفتگو کرنے لگے؟

جواب: عُروَہ بن مسعود

سوال: عُروَہ کی کس بات کو سُن کر حضرت ابوبکرؓ نے اُس سے نہایت سخت الفاظ میں کہا کہ جاؤ جاؤ! جا کر اپنے بُت لات کو چومتے پھرو یعنی اُس کی پوجا کرو؟

جواب: اگر قریش غالب ہوئے تو اللہ کی قسم! مَیں تمہارے ساتھیوں کے چہروں کو دیکھ رہا ہوں جو اِدھر اُدھر سے اکٹھے ہو گئے ہیں وہ بھاگ جائیں گے اور تمہیں چھوڑ دیں گے۔

سوال: حضرت ابوبکرؓ کے عُروَہ کو کہے گئے نہایت سخت الفاظ کا مطلب کیا تھا؟

جواب: لات قبیلہ ثقیف کا ایک مشہور بُت تھا اور حضرت ابوبکرؓ کا مطلب یہ تھا کہ تم لوگ بُت پرست ہو اور ہم لوگ خدا پرست ہیں تو کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ تم تو بُتوں کی خاطر صبر و ثبات دکھاؤ اور ہم خدا پر ایمان لاتے ہوئے رسول اللہؐ کو چھوڑ کر بھاگ جائیں۔

سوال: معاہدہٴ صلحِ حُدیبیہ کی شرائط پر کس نے تذبذب کا مظاہرہ کیا؟

جواب: حضرت عمر فاروقؓ

سوال: کس نے نصیحت کے رنگ میں فرمایا، دیکھو عمر! سنبھل کر رہو اور رسولِ خداؐ کی رِکاب پر جو ہاتھ تم نے رکھا ہے اُسے ڈھیلا نہ ہونے دو کیونکہ خدا کی قسم! یہ شخص، جس کے ہاتھ میں ہم نے اپنا ہاتھ دیا ہے، بہرحال سچا ہے؟

جواب: حضرت ابوبکر صدّیقؓ

سوال: مذکورہٴ بالا تناظر میں کن کا قول ہے، حضرت عمرؓ کہتے کہ مَیں نے اِس غلطی کی وجہ سے بطورِ کفّارہ کئی نیک عمل کئے؟

جواب: زُہریؒ

سوال: صلحِ حُدیبیہ کے موقع پر جب صلح نامہ لکھا گیا تو اِس معاہدہ کی کتنی نقلیں تیار کی گئیں نیز بطورِ گواہ مسلمانوں میں سے دستخط کرنے والوں میں کون کون شامل تھے؟

جواب: دو، حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوفؓ، حضرت سعدؓ بن ابی وقاص، حضرت ابوعُبیدہؓ بن الجرّاح

سوال: کون فرمایا کرتے تھے کہ اسلام میں صلحِ حُدیبیہ سے بڑی کوئی اور فتح نہیں ہے؟

جواب: حضرت ابوبکر صدّیقؓ

سوال: سَریّہ حضرت ابوبکرؓ بطرف بنو فَزارہ کب ہوٴا نیز اِس دستہ میں کون شامل ہوئے جو مشہور تیر انداز اَور دوڑنے میں خاص مہارت رکھتے تھے؟

جواب: چھ ہجری؛ سَلَمہؓ بن اَکوَع

سوال: رسول اللہؐ کب خیبر کی طرف روانہ ہوئے، آپؐ نے اپنے بعد مدینہ پر کن کو امیر مقرر کیا نیز خیبر میں قلعوں کا محاصرہ کتنا عرصہ رہا؟

جواب: محرم سات ہجری، سِباعؓ بن عُرفُطہ غِفارِی؛ دس سے زائد راتیں

سوال: اکثر کتبِ تاریخ و سیرت کے برعکس لاہور سے فروری؍2010ء میں شائع ہونے والی کتاب سیّدنا صدّیق اکبرؓ میں مصنف کیا لکھتا ہے؟

جواب: ایک قلعہ (کَتیبَہ) کے لئے حضرت ابوبکرؓ امیر لشکر ہو کر گئے جو آپؓ کے ہاتھ پر فتح ہوٴا، دوسرے قلعہ پر حضرت عمرؓ کو مقرر کیا گیا وہ بھی کامیاب ہوئے، تیسرے قلعہ کو سَر کرنے کی مہم محمدؓ بن مَسلَمہ کے سپرد ہوئی لیکن وہ اِس میں کامیاب نہ ہوئے تو حضورؐ نے فرمایا! صبح مَیں ایسے شخص کو امیر لشکر بنا کر عَلَم دوں گا جو خدا اَور رسولؐ کو بہت دوست رکھتا ہے اور اِس کے ہاتھ سے قلعہ فتح ہو گا، چنانچہ حضرت علیؓ کو عَلَم عنائیت ہوٴا اَور قلعہ قَموص فتح ہوٴا۔

سوال: سَریّہ حضرت ابوبکرؓ بطرف نَجد کب ہوٴا؟

جواب: شعبان سات ہجری

سوال: کونسا غزوہ رمضان آٹھ ہجری میں ہوٴا جسے غَزۡوَۃُ الۡفَتۡحِ الۡاَعۡظَم بھی کہتے ہیں؟

جواب: فتح مکہ

محمد لقمان

اہلِ ایمان پر فسق و کفر کی تہمت لگانا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں مبعوث ہو کر تشریف لائے تو آپ نے انسانیت کو اللہ تعالیٰ کے آخری اور سب سے زیادہ پسندیدہ دین میں داخل ہونے کی دعوت دی جو کوئی بھی اس دعوت کو قبول کرتا آپؐ اسے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھاتے اور یوں وہ اسلام میں داخل ہو جاتا۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے اقرار اور کلمہ توحید پڑھ لینے سے شروع ہونے والا سفر خود آپؐ کی زندگی میں ہی تعداد کے اعتبار سے لاکھوں میں داخل ہو گیا اور کبھی کسی ایک کے لئے بھی آپؐ (شارع نبیؐ) کی طرف سے کبھی یہ نہیں فرمایا گیا کہ میں اسے اس کی فلاں کمزوری یا غفلت یا سستی کی بناء پر کافر یا دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتا ہوں۔ بلکہ آپؐ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسا کرنے کی ایک طرح سے ممانعت تھی۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے قَالَتِ الۡاَعۡرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلۡ لَّمۡ تُؤۡمِنُوۡا وَلٰکِنۡ قُوۡلُوۡۤا اَسۡلَمۡنَا وَلَمَّا یَدۡخُلِ الۡاِیۡمَانُ فِیۡ قُلُوۡبِکُمۡ ؕ وَاِنۡ تُطِیۡعُوا اللّٰہَ وَرَسُوۡلَہٗ لَا یَلِتۡکُمۡ مِّنۡ اَعۡمَالِکُمۡ شَیۡئًا ؕ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ
(الحجرات:15)

یعنی دیہاتی (بدو) لوگ کہتے ہیں ہم ایمان لائے تو انہیں کہہ دے کہ تم ابھی ایمان نہیں لائے لیکن یہ کہا کرو کہ ہم نے اسلام قبول کرلیا ہے (کیونکہ) ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔ اس آیت سے یہ بات خوب واضح ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ جو دلوں کے بھید جانتا ہے اور کوئی چیز بھی اس کے علم سے باہر نہیں، وہ ان بدوؤں کی دلی کیفیات کے بارے میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہ کر رہا ہے کہ ابھی ایمان ان کے قلوب میں داخل نہیں ہوا، پھر بھی خدائے عزّوجل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دے رہا ہے کہ انہیں اجازت دے دیں کہ وہ یہ کہہ لیں کہ انہوں نے اسلام قبول کرلیا ہے یا وہ اسلام لے آئے ہیں۔ یعنی باوجود اس کے کہ خود خدائے علیم وخبیر کی گواہی آ گئی کہ ایمان ابھی ان کے دلوں میں نہیں اُترا، آپؐ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ اجازت نہیں ملی کہ آپؐ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ اجازت نہیں ملی کہ آپؐ انہیں خارج از اسلام قرار دیں۔

سلام کہنے والے کے حوالہ سے حکم

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا حکم آیا ہے کہ وَلَا تَقُوۡلُوۡا لِمَنۡ اَلۡقٰۤی اِلَیۡکُمُ السَّلٰمَ لَسۡتَ مُؤۡمِنًا (النساء:95) اور جو کوئی بھی تمہیں سلام پیش کرے اسے (آگے سے) یہ نہ کہو کہ تُو مومن نہیں ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود اس آیت کے حوالے سے فرماتے ہیں۔ ’’قرآن شریف نے تو نکتہ چینی کرنے سے بھی منع فرمایا ہے کہ کَذٰلِکَ کُنۡتُمۡ مِّنۡ قَبۡلُ فَمَنَّ اللّٰہُ عَلَیۡکُمۡ (النساء 95) یعنی تم بھی تو ایسے ہی تھے خدا نے تم پر احسان کیا ہے۔‘‘

(الحکم جلد 12 نمبر 26-30 اپریل 1908 صفحہ نمبر 2)

اس آیت کا شانِ نزول

مولانا محمود الحسن اور علامہ شبیر احمد عثمانی اس آیت کی تفسیر اور شانِ نزول بیان کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:۔ ’’حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فوج کو ایک قوم پر جہاد کے لئے بھیجا۔ اس قوم میں ایک شخص ’’مسلمان‘‘ تھا جو اپنا مال و اسباب اور مویشی ان میں سے نکال کر علیحدہ کھڑا ہو گیا تھا۔ اس نے مسلمانوں کو دیکھ کو ’’السلام علیکم‘‘ کہا۔ مسلمانوں نے یہ سمجھا کہ یہ بھی کافر ہے، اپنی جان اور مال بچانے کی غرض سے اس نے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کیا۔ اس لئے اس کو مار ڈالا۔ اور اس کے مویشی اور اسباب لے لیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور مسلمانوں کو تنبیہ اور تاکید فرمائی گئی کہ جب تم جہاد کرنے کے لئے سفر کرو تو تحقیق سے کام لو۔ بے سوچے سمجھے کام مت کرو۔ جو تمہارے سامنے اسلام ظاہر کرے اس کے مسلمان ہونے کا ہرگز انکار مت کرو۔ اللہ کے پاس بہت غنیمتیں ہیں۔ ایسے حقیر سامان پر نظر نہ کرنی چاہئے۔‘‘

(قرآن مترجم ومحشی از شیخ الہند مولانا محمود الحسن وعلامہ شبیر احمد عثمانی)

فتوے بازوں کا عمومی نظریہ

یہ امر نہایت افسوس ناک ہے کہ فتوے بازی کا دھندہ کرنے والوں نے عجیب شغل اپنا رکھا ہے کہ لوگوں کے دلوں کی کیفیت (جس پر کسی دوسرے انسان کو دسترس ہوہی نہیں سکتی) از خود بیان کرتے اور اس پر بھی فتویٰ کفر وفسق جڑ دیتے ہیں۔ اس میں پہلی بات تو ذہن میں رہنی چاہیے کہ کسی کو کافر، ملحد، فاسق یا مشرک وغیرہ قرار دے کر اسے دائرہ اسلام سے خارج قرار دینا یہ کسی کا اختیار نہ ہے اور نہ ہوسکتا ہے جبکہ خدا تعالیٰ نے یہ اختیار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیا۔ دوسرے یہ کہ جو شخص کسی دوسرے انسان کے بارہ میں یہ فتویٰ دے کہ اس کے دل میں یہ بات ہے، وہ تو خود خدائی کا دعوی دار بن بیٹھا ہے کیونکہ دلوں کے رازوں تک خدا کے علاوہ کسی کو رسائی حاصل نہیں۔ سو خدائی کا دعویٰ دار شخص کسی پر کیا فتویٰ دے گا کہ وہ کافر ہے فاسق ہے یا مشرک وغیرہ ہے۔

تیسری بات یہ کہ اللہ اور اس کے رسول نے قطعی طور پر کسی بھی شخص کو یہ اختیار دیا ہی نہیں کہ وہ کسی کے بارہ میں اپنی رائے دے اور اسے پھیلائے کہ وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ جو شخص کلمہ توحید پڑھ کر دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا ہے وہ اس اقرار پر عملی رنگ میں کس قدر قائم ہے۔ یہ اس کا اور خدا کا معاملہ ہے۔ یہی حقیقت ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طرزِ عمل سے اخذ ہوتی ہے۔

حضرت اسامہ بن زیدؓ کا واقعہ

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اسامہؓ سے بہت محبت رکھتے تھے وہ آپؐ کے منہ بولے بیٹے حضرت زیدؓ کے فرزند تھے۔ وہ ایک جنگ میں شامل تھے۔ جب گھمسان کا رن پڑا تو ایک کافر ان کی زد میں آیا۔ انہوں نے حملہ کا قصد کیا تو وہ لا الٰہ الا اللہ پکار اُٹھا۔ مگر اسامہؓ نے اس کافر کے اس کلمہ پڑھنے کو اس کی جان بچانے کے فریب پر محمول کرکے اس کا کچھ خیال نہ کیا اور اسے قتل کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی تو اسامہؓ سے سخت آزردہ ہوئے۔ اسامہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! اس نے صرف تلوار کے خوف سے کلمہ پڑھا۔ فرمایا اے اسامہؓ! کیا تو نے اس کا دل چیر کر دیکھ لیا تھا۔ پھر برابر فرماتے رہے اے اسامہ! قیامت کے دن اس کلمے کا کیا جواب دو گے۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان صفحہ 52 مطبوعہ مصر)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد

صحیح مسلم میں طارق بن اشیم سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے زبان سے لا الہ الا اللہ کہا اور جو چیز کہ سوائے خدا کے پوجی جاتی ہو درخت ہو یا پتھر یا قبر، اس سے انکار کرے تو اس کا مال اور خون حرام ہے۔ اور اس کا حساب اللہ پر ہے۔ پھر دوسری حدیث میں ہے کہ بخاری ومسلم میں حضرت ابو بکر صدیقؓ اور عمر فاروق اور جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو لوگوں سے لڑنے کا حکم ہوا یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہیں۔ سو جس نے لا الہ الا اللہ کہا اس نے اپنا مال اور جان بچالی مگر دین کی حق تلفی کا بدلہ ہے۔ اور اس کا حساب خدا کے ذمہ ہے۔ یعنی جب آدمی مسلمان ہوا اور کلمہ پڑھا تو اس کا جان اور مال لینا حرام ہے اور اگر وہ خوف سے ظاہر میں مسلمان ہوا اور دل میں کافر رہا تو اس سے خدا حساب لے لے گا۔ دلوں کے حال دریافت کرنے کا حاکم اور قاضی کو حکم نہیں۔

(بحوالہ مشارق الانوار مؤلفہ امام رضی اللہ حسن صنعانیؒ۔ اردو ترجمہ وفوائد از مولانا خرم علی صفحہ 8-9)

یہودی بچے کو کلمہ پڑھایا اور خوشی کا اظہار فرمایا

بخاری کی ایک حدیث میں ہے کہ ایک یہودی لڑکا بیمار ہوا اور جب وہ مرنے لگا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا کہ اسلام لے آؤ۔ چنانچہ وہ یہودی لڑکا مسلمان ہو گیا تو آپؐ یہ فرماتے ہوئے باہر تشریف لائے کہ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے اس لڑکے کو آگ سے بچایا۔‘‘

(تجرید بخاری مترجم جلد اول شائع کردہ دارالاشاعت کراچی صفحہ 263)

تھوڑا سا بھی غور کرنے سے اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اس یہودی لڑکے نے محض زبان سے اقرار اسلام کیا۔ عمل کی کوئی توفیق نہ ملی نہ موقعہ ملا لیکن وہ مسلمان شمار ہوا۔ اسے آپؐ نے جہنم کی آگ سے بچنے کی خوشخبری دی۔

ابو طالب کے آخری وقت آپ کا کلمہ

بخاری ومسلم میں مسیب بن حزنؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اپنے چچا ابو طالب کو ان کی موت کے وقت) ’’اے چچا! کہہ لا الہ الا اللہ۔ خدا کے نزدیک اس کلمہ کے کہنے کے سبب سے تیرے واسطے میں جھگڑ لوں گا۔ یعنی تیرے اسلام کی گواہی دے کر تجھ کو بخشاؤں گا۔

(بحوالہ مشارق الانوار صفحہ 9)

اب سوچنے کا مقام یہ ہے کہ اس موقعہ پر یعنی ابو طالب کے لئے عمل کا کوئی بھی موقعہ نہ تھا۔ وہ تو اس دنیا سے رخصت ہو رہے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سامنے ایک ہی بات رکھ رہے تھے کہ کلمہ پڑھ لیں۔ کیونکہ یہی ایک ذریعہ ہے کسی کو اسلام میں داخل کرنے کا اور جس نے کلمہ پڑھ لیا وہ داخل اسلام ہو گیا اور یہ یقینی بات ہے کہ جب ایک شخص کلمہ پڑھ کر اسلام میں داخل ہو جاتا ہے تو پھر خارج بھی تبھی تصور ہو گا جب وہ اعلانیہ اس کلمہ کا انکار کرے۔ درمیان میں آنے والے دیگر امور خدا اور بندے کے درمیان ہیں۔ کسی دوسرے انسان کو اس میں دخل کا نہ اختیار ہے اور نہ ہی حق ہے۔

بقیہ صفحہ 3 پر

ذیشان محمود۔ مبلغ سلسلہ روکوپر، سیرالیون

خاندان حضرت مسیح موعودؑ سے دو تاریخی تعلق

مولوی اللہ دتہ صاحب اور حضرت منشی رحیم بخش صاحبؓ

دو سال قبل خاکسار کی تایا زاد بہن مکرمہ طیبہ طاہرہ صاحبہ اہلیہ مکرم امان اللہ امجد صاحب کا ایک مضمون ’’احمدیت نے ہمارے خاندان کو کیا دیا‘‘ ہمارے پر دادا سے متعلق روزنامہ الفضل آن لائن لندن کے 25 جون 2020ء کی زینت بنا۔

اسی مضمون سے یہ تحریک ہوئی کہ خاکسار کو بھی اس بارہ میں کچھ لکھنا چاہیئے۔ ہمارے خاندان کو اس پر فخر ہے کہ ہمارا تعلق حضرت مسیح موعودؑ کے چار صحابہ سے ہے۔ اسی تناظر میں خاندان حضرت مسیح موعودؑ سے دو ایسے عجیب تعلق قائم کئے جن کو تاریخ نے بھی محفوظ کیا۔

حضرت مسیح موعودؑ کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا کہ

سبحان اللہ تبارك وتعالیٰ زاد مجدك ينقطع آباؤك ويبدء منك

سب پاکیاں خدا کے لئے ہیں جو نہایت برکت والا اور عالی ذات ہے۔ اس نے تیرے مجد کو زیادہ کیا تیرے آباء کا نام اور ذکر منقطع ہو جائے گا یعنی بطور مستقل ان کا نام نہیں رہے گا اور خدا تجھ سے ابتداء شرف اور مجد کا کرے گا۔

(براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد اول صفحہ 582 حاشیہ در حاشیہ نمبر 3)

حضرت مسیح موعودؑ کے اس الہام کا اعجاز جہاں آپ کی ذات کے متعلق تھا وہیں آخرین کی جماعت ہونے کے ناطے اس کا اطلاق جماعت پر بھی ہوا۔ کئی احمدی اس بات کے گواہ ہیں کہ وہ اپنا خاندان کا سلسلہ حضرت مسیح موعودؑ تک زمانہ تک لے جانا پسند کرتا ہے یا حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ کے بعد کی تاریخ محفوظ ترین تاریخ شمار ہوتی ہے۔ جو اس الہام کی صداقت کا ایک اور بیّن ثبوت ہے۔

علاوہ ازیں ایک احمدی کے لئے احمدی ہونے کے ساتھ ساتھ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے کسی بھی قسم کی نسبت ہونا کیا ہی خوش نصیبی کی بات ہے۔ خاندانِ اقدس سے بعض واقعات کی بدولت ایسی عجیب مناسبت ہے جو گو کہ تاریخ کا حصہ بن گئی ہے لیکن ان واقعات کے نتیجہ میں پیدا ہونے والا ایک بابرکت تعلق ہمارے خاندان کی تاریخ کا آغاز ہے۔ اس سے قبل کی تاریخ کالعدم ہے اور کوئی بھی نہیں جانتا۔ ذیل میں انہی ایام کے دو واقعات درج کرنے مقصود جو احمدیت سے تعارف کا آغاز کہا جا سکتا ہے۔

پہلا تعلق: تدریس کا

خاکسار کے پر دادا حضرت حکیم مولوی حبیب اللہ صاحبؓ آف لودھی ننگل اور ان کے دو بھائی حضرت مولوی نور احمد صاحبؓ آف لودھی ننگل اور حضرت مولوی عبد الحق صاحبؓ آف لودھی ننگل اور ان کے والد مولوی اللہ دتہ صاحب اہلِ حدیث کے جید عالم اور حضرت مسیح موعودؑ کے ہم عصر تھے۔ مولوی اللہ دتہ صاحب شاید دعویٰ کے وقت بقید حیات نہ رہے لیکن حضرت مسیح موعودؑ کی ان کے بارہ میں نیک ظنی یا ان کے لئے کی گئیں دعائیں ہی تھیں کہ ان کے تینوں بیٹوں کو ایمان لانے کی سعادت حاصل ہوئی اور اب ہم ان کے ایمان لانے کی وجہ سے احمدیت کے برگ و بار شجرۂ طیبہ کے پھل کھا رہے ہیں۔

مکرم فضیل احمد عیاض صاحب مربی سلسلہ لکھتے ہیں کہ

مولوی اللہ دتہ صاحب آف لودھی ننگل اصل میں تیجہ کلاں کے رہنے والے تھے۔ اور مذہباً اہل حدیث تھے۔ مولوی اللہ دتہ صاحب کو سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے بچوں صاحبزادہ مرزا سلطان احمد اور صاحبزادہ مرزا فضل احمد کی تعلیم کے لیے بطور اتالیق رکھا تھا۔ لیکن حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مسئلہ پر ایک علمی اختلاف کی وجہ سے آپ جلد ہی قادیان چھوڑ کر چلے گئے۔ اور لودھی ننگل جا کر ایک منظوم فارسی خط حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں لکھا جس کے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کا منظوم جواب دیا جو آپ کے ابتدائی فارسی کلام درمکنون میں چھپا ہوا موجود ہے۔ اس کا ذکر مکتوبات احمد جلد پنجم کے صفحہ 209 سے 216 تک ہے۔

آپ کے بیٹے حضرت مولوی نور احمد صاحبؓ بھی ابتدا میں مخالفت میں پیش پیش رہے اور ایک کتاب بھی ازالہ اوہام کے جواب میں بعنوان تحقیق الکلام فی اثبات حیات مسیح علیہ السلام لکھی جس کے دو جز چھپ چکے تھے اور تیسرا چھپنے جا رہا تھا کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انفاس قدسیہ کے طفیل آپؑ کے حلقۂ بیعت میں داخل ہو گئے۔ آپ کی فطرت پاک اور طبعاً سعادت مند تھی۔ جب مولوی محمد حسین بٹالوی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی پر آپ کے خلاف فتویٔ کفر لکھا تو آپ کو بھی دستخط کرنے کو کہا جس پر آپ نے انکار کیا ور ایک خط مولوی محمد حسین بٹالوی کے نام لکھا جس میں اس انکار کی وجوہات لکھیں جو الحکم کی اولین اشاعت اکتوبر 1897ء کے پہلے پرچے میں ایڈیٹر الحکم کے اس نوٹ کے ساتھ شائع ہوا کہ مولوی صاحب نے یہ خط اس وقت لکھا جب آپ نے ابھی بیعت نہیں کی تھی۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ مولوی محمد حسین صاحب نے اشاعۃ السنۃ کی ایک اشاعت میں اس کتاب کی اشاعت کا ذکر کیا اور مولوی نور احمد کو اپنا اقراری شاگرد قرار دیا۔ یہ رسالہ مدت تک آپ کے بیٹے جناب حکیم برکت اللہ صاحب آف سانگلہ ہل کے پاس دیکھا اور یہ عبارت ان کے ہاتھ سے خط کشیدہ دیکھی تھی لیکن نہ معلوم وہ رسالہ کہاں چلا گیا۔

(ماخوذ ’’اِک خواب ہے اور مستقل ہے‘‘ از بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 24 دسمبر 2019ء)

جو تعلق خاکسار بیان کرنا چاہتا ہے وہ تدریس کا تعلق ہے۔ الحمدللہ خاندان اقدس کی جسمانی و روحانی اولاد سے یہ تعلیمی رشتہ اب تک قائم ہے۔ خاندان کے کئی افراد کو دینی و دنیوی تدریس دونوں کی توفیق ملی۔

چنانچہ حضرت مولوی نور احمد صاحبؓ کی نسل سے مکرم فضیل عیاض صاحب کو جامعہ احمدیہ ربوہ میں بطور استاد فقہ خدمت کی سعادت حاصل ہوئی اور اب بطور نگران متخصصین تدریس کا سلسلہ جاری کئے ہوئے ہیں۔ اسی طرح حضرت مولوی صاحب کے پوتے اور نواسے مکرم عامر شہزاد صاحب کو مجلس نصرت جہاں کے تحت نصرت سینیئر سیکنڈری سکول دی گیمبیا ویسٹ افریقہ میں بطور انچارج شعبہ کیمسٹری پڑھا رہے ہیں۔

حضرت مولوی حبیب اللہ صاحبؓ کی نسل میں مکرم عزیز احمد شہزاد صاحب مربی سلسلہ جامعہ احمدیہ تنزانیہ میں پڑھا رہے ہیں۔ اور خاکسار کو نصرت جہاں اکیڈمی ربوہ میں کچھ عرصہ پڑھانے کا موقع ملا اور مجلس نصرت جہاں کے تحت احمدیہ سیکنڈری سکول روکوپر، سیرالیون میں بطور استاد اسلامیات اور عربی کی تدریس کرنے کی سعادت مل رہی ہے۔

حضرت مولوی عبد الحق صاحبؓ کی نسل سے مکرم رضوان خالد صاحب مربی سلسلہ کو جامعہ احمدیہ ربوہ میں علم الکلام پڑھانے کی سعادت حاصل رہی۔

مربیان سلسلہ کے علاوہ بھی خاندان کے مرد و زن کو شعبہ تدریس کے تحت حضرت مسیح موعودؑ کی جسمانی و روحانی اولاد کو نصرت جہاں اکیڈمی ربوہ، جامعہ احمدیہ اور جماعتی سکولز میں پڑھانے کی سعادت ملی اور ابھی کچھ جامعہ میں زیرِ تعلیم بھی ہیں۔

دوسرا تعلق: مخالفت سے محبت کا

خاکسار کی نانی جان محترمہ ممتاز بیگم صاحبہ مرحومہ (اہلیہ مکرم مقبول احمد بھٹی صاحب مرحوم باب الابوب ربوہ) کے ماموں حضرت مولانا رحیم بخش صاحبؓ تھے۔ یعنی حضرت مولوی نور احمد صاحبؓ کے ایک صاحبزادے مکرم عنایت اللہ صاحب کی شادی حضرت رحیم بخش صاحبؓ کی ہمشیرہ سے ہوئی اور پھر آپ کی ایک صاحبزادی کی شادی اس خاندان میں ہوئی جس کے بعد دونوں خاندانوں میں متواتر رشتے طے ہوتے گئے اور گویا ایک خاندان ہی بن گیا۔

لوٹے والا واقعہ

جس عجیب واقعہ کی طرف خاکسار توجہ دلانا چاہتا ہے وہ تاریخ سلسلہ میں یہ واقعہ ’’لوٹے والا واقعہ‘‘ کے نام سے مشہور ہے۔ جس کی تفصیل اس طرح بیان ہوئی ہے۔

حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب (اللہ آپ سے راضی ہو) رعیہ میں جہاں مریضوں کا ظاہری علاج کرتے تھے۔ وہاں آپ کی بدولت کئی سعید روحوں کو سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔ 1902ء میں رعیہ خاص میں ایک عجیب واقعہ رونما ہوا۔ ایک منشی مولوی رحیم بخش صاحب عرائض نویس نے آپ کو ایک لوٹا مارا جس سے آپ زخمی ہو گئے۔ اس واقعہ کی بابت مکرم سید احمد علی شاہ صاحب مربی سلسلہ تحریر کرتے ہیں:-

’’مورخہ 14 مئی 1967ء کو مجھے سلسلہ کے ایک کام کے لئے دھرگ میانہ نزد رعیہ ضلع سیالکوٹ میں جانے پر مکرم چوہدری عنایت اللہ صاحب امیر جماعت احمدیہ حلقہ دھرگ نے ایک واقعہ سنایا جو سبق آموز اور ازدیادِ ایمان کا موجب ہے۔

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب (اللہ آپ سے راضی ہو) کے والد ماجد حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ رعیہ کے ہسپتال میں لمبا عرصہ ملازم رہے ہیں۔ انہی ایام کا واقعہ ہے کہ ایک روز حضرت شاہ صاحب نماز کی ادائیگی کے لئے نزدیکی مسجد میں تشریف لے گئے اس وقت ایک سخت مخالفت احمدیت چوہدری رحیم بخش صاحب وضو کے لئے مٹی کا لوٹا ہاتھ میں لئے وہاں موجود تھے۔ حضرت ڈاکٹر صاحب کو دیکھتے ہی مذہبی بات چیت شروع کر دی۔ حضرت ڈاکٹر صاحب کی کسی بات پر چوہدری رحیم بخش صاحب نے شدید غصہ میں آ کر مٹی کا لوٹا زور سے آپ کے ماتھے پر دے مارا۔ لوٹا

ماتھے پر لگتے ہی ٹوٹ گیا۔ ماتھے کی ہڈی تک ماؤف ہوگئی اور خون زور سے بہنے لگا۔ ڈاکٹر صاحب کے کپڑے خون سے لت پت ہو گئے۔ آپ نے زخم والی جگہ کو ہاتھ سے تھام لیا اور فوراً مرہم پٹی کے لئے ہسپتال چل دیئے۔ ان کے واپس چلے جانے پر چوہدری رحیم بخش صاحب گھبرائے کہ اب کیا ہوگا؟ یہ سرکاری ڈاکٹر ہیں۔ افسر بھی ان کی سنیں گے اور میرے بچنے کی اب کوئی صورت نہیں۔ میں کہاں جاؤں! اور کیا کروں! وہ ان خیالات میں ڈرتے ہوئے اور سہمے ہوئے مسجد میں ہی دبکے پڑے رہے۔ اُدھر ڈاکٹر صاحب نے ہسپتال میں جاکر زخمی سر کی مرہم پٹی کی۔ دوائی لگائی اور پھر خون آلود کپڑے بدل کر دوبارہ نماز کے لئے اسی مسجد میں آگئے۔ جب ڈاکٹر سیدعبدالستار شاہ صاحب دوبارہ (بیت) میں داخل ہوئے اور چوہدری رحیم بخش صاحب کو وہاں دیکھا تو دیکھتے ہی آپ مسکرائے اور مسکراتے ہوئے پوچھا کہ:-

’’چوہدری رحیم بخش! ابھی آپ کا غصہ ٹھنڈا ہوا ہے یا نہیں؟‘‘ یہ فقرہ سنتے ہی چوھدری رحیم بخش کی حالت غیر ہوگئی۔ فوراً ہاتھ جوڑتے ہوئے معافی کے ملتجی ہوئے اور کہنے لگے کہ شاہ صاحب! میری بیعت کا خط لکھ دیں۔ یہ اعلیٰ صبر کا نمونہ اور نرمی اور عفو کا سلوک سوائے الٰہی جماعت کے افراد کے کسی سے سرزد نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ چوہدری صاحب احمدی ہوگئے کچھ عرصہ بعد ان کے باقی افراد خانہ بھی جماعت احمدیہ میں داخل ہوگئے۔ چوہدری صاحب اور حضرت ڈاکٹر سیدعبدالستار شاہ صاحب تو اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں مگر خدا کے فضل سے دونوں کے خاندان احمدیت کی آغوش میں پرورش پا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے بزرگوں کے نیک نمونہ پر چلنے کی توفیق دے۔ اور دونوں کے درجات بلند فرمائے آمین ثم آمین‘‘۔

(روزنامہ الفضل ربوہ 3 جون 1967ء)

رعیہ میں حضرت سیدعبدالستار شاہ صاحب نے منشی رحیم بخش صاحب عرائض نویس کو بغرضِ مطالعہ سیدنا حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کی کتاب ’’تحفہ گولڑویہ‘‘ عنایت کی۔ جسے پڑھ کر وہ وفات مسیح کے قائل ہو گئے۔

مکرم احمد طاہر مرزا صاحب اپنی کتاب حضرت ڈاکٹر سیدعبدالستار شاہ صاحبؓ میں اس واقعہ سے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔

’’چند ماہ قبل خاکسار جب موضع فتوکے حالات دریافت کرنے گیا تو خاکسار کی ملاقات مکرم چوہدری حنیف احمد صاحب سکواڈرن لیڈر سے ہوئی جو احمدی ہیں۔ وہاں کے صدر جماعت بھی ہیں۔ آپ کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ آپ اس بزرگ کے پوتے ہیں۔ جنہوں نے مخالفت کے جوش میں آکر حضرت سیدعبدالستار شاہ صاحب (اللہ آپ سے راضی ہو) کی پیشانی پر لوٹا دے مارا تھا۔ چنانچہ چوہدری حنیف احمد صاحب آف فتوکے نے بتایا کہ دادا جان حضرت چوہدری منشی رحیم بخش صاحب ولد چوہدری عبداللہ صاحب رعیہ کی تحصیل کچہری میں عرائض نویس اور قانون دان تھے اور عمر میں حضرت ڈاکٹر سیدعبدالستار شاہ صاحب (اللہ آپ سے راضی ہو) سے بڑے تھے۔ اس علاقہ میں لوگ آپ سے فتاویٰ حاصل کرتے تھے۔ آپ دین کا شغف رکھنے والے انسان تھے۔ خاکسار کے دادا جان حضرت شاہ صاحب کے زیرتبلیغ تھے۔ شفاخانہ رعیہ اور کچہری رعیہ کا درمیانی فاصلہ قریباً دو فرلانگ بنتا ہے۔ حضرت شاہ صاحب (اللہ آپ سے راضی ہو) شفاخانہ میں مریضوں کے علاج معالجہ سے فارغ ہو کر دعوۃ الی اللہ کے لئے کچہری میں تشریف لے جاتے اور دعوۃ الی اللہ کا سلسلہ جاری رہتا۔

کچہری میں مولوی رحیم بخش صاحب عرائض نویس تھے۔ جن سے آپ کا تبادلہ خیالات ہوتا رہتا تھا۔ ایک روز دوپہر کا وقت تھا۔ حضرت شاہ صاحب مولوی صاحب سے تبادلہ خیالات کر رہے تھے کہ نبوت کے مسئلہ پر مولوی صاحب جوش میں آگئے اور اس مسئلہ پر آپ نے ایک لوٹا اُٹھا کر حضرت شاہ صاحب کے ماتھے پر دے مارا جس سے خون بہنا شروع ہوگیا۔ حضرت شاہ صاحب کچہری سے فوری طور پر ہسپتال تشریف لے گئے۔ مرہم پٹی کر کے اور لباس تبدیل کر کے دوبارہ کچہری میں تشریف لے آئے۔ اس دوران مولوی صاحب کی حالت بدل گئی اور کچہری میں جتنے لوگ موجود تھے سب نے کہا ڈاکٹر صاحب سرکاری آدمی ہیں۔ آپ نے یہ کیا کر دیا آپ کو سزا بھی ہوسکتی ہے۔ مولوی صاحب اسی گھبراہٹ میں تھے کہ شاہ صاحب نے آکر مولوی صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا مولوی صاحب کیا غصہ ٹھنڈا ہوگیا ہے؟ کچہری میں سب دوست شاہ صاحب کے اس رویہ سے غیرمعمولی طور پر متاثر ہوئے۔ اگر شاہ صاحب چاہتے تو ان پر مقدمہ بھی کرواسکتے تھے تاہم آپ نے کمال وسعتِ حوصلہ کا مظاہرہ فرما کر درگزر کر دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مولوی صاحب پر رقت طاری ہوگئی اور بے اختیار ہو کر کہنے لگے کہ شاہ صاحب میری بیعت کا خط لکھ دیں۔ اور اپنی غلطی پر معذرت کا رویہ اختیار کیا۔

اس کے بعد اِن بزرگان کا قادیان جانے کا پروگرام بنا اور زیارت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے قادیان روانہ ہو گئے۔‘‘

(حضرت ڈاکٹر سیدعبدالستار شاہ صاحب صفحہ 66-70)

ان بزرگان کی قادیان دارالامان آمد کے بارے میں اخبار الحکم قادیان 10 نومبر 1902ء صفحہ 8 تا 10 پر تفصیل درج ہے اور حضرت مولوی صاحب کے حضور اقدس سے دریافت کئے گئے دو سوال اور ان کے جواب بھی درج ہیں۔

ہمارے مہدی سیدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کی تاثیر قدسی نے اشد ترین مخالفین کو بھی فنا فی اللہ وجود بنا دیا اور وہ جو مخالفت میں پیش پیش ہوتے تھے۔ آپ کی بیعت کرنے کے بعد دعوت الی اللہ میں بھی پیش پیش نکلے۔ حضرت منشی رحیم بخش صاحب عرائض نویس بیعت کے بعد ایک مستعد داعی الی اللہ کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیتے رہے اور آپ حضرت ڈاکٹر سیدعبدالستار شاہ صاحبؓ کے ہمراہ اکٹھے دعوت الی اللہ کے لئے روانہ ہوتے۔ آپ کی ان خدمات کی جھلک اخبار بدر کی ایک رپورٹ سے بھی ظاہر ہوتی ہے۔ جس میں سیدنا حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کے ارشادات اور آپ کا ایک مکتوب گرامی بھی ہے۔ یہ رپورٹ اخبار بدر قادیان 15 اگست 1907ء صفحہ 11 پر درج ہے۔ آپ حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ سیالکوٹ کے احباب کے گروپ فوٹو میں بھی شامل ہونے کی سعادت ملی۔ آپؓ حضرت مسیح موعودؑ کی قدموں میں تشریف فرما ہیں جبکہ آپ کی گود میں حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ تشریف فرما ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ نے حضرت سیدعبدالستار شاہ صاحبؓ کے بارہ میں فرمایا کہ ’’یہ بہشتی کنبہ ہے۔‘‘

(سیرت المہدی جلد اول حصہ سوم صفحہ 545روایت نمبر 563)

اس بہشتی کنبہ سے تعلق پر جتنا ناز کیا جائے اتنا کم ہے۔ مذکورہ بالا واقعہ سے محبت، پیار اور عقیدت کا یہ رشتہ قائم ہوا تھا۔ جو شاید مرورِ زمانہ سے ماند پڑ گیا۔ اب حضرت سیدعبدالستار شاہ صاحبؓ کی پڑپوتی حضرت امۃ السبوح بیگم صاحبہ سلمہا اللہ تعالیٰ اہلیہ سیدنا امیرالمومنین کے توسط سے پھر ایک جماعتی و روحانی رشتہ قائم ہوا ہے۔ اس کے علاوہ مکرم سید خالد احمد شاہ صاحب کے صائب مشورے اور رہنمائی ہمیشہ خاکسار کے شامل حال رہتی ہے۔ شادی کے بعد آپ نے ہی ربوہ میں رہائش کا انتظام کر کے دیا۔

اللہ کرے کہ ان تاریخی تعلقات اور ان سے حاصل ہونے والی برکات سے ہم ہمیشہ مستفیض ہوتے رہیں۔ خاکسار اس کوشش میں ہے کہ ان بزرگان کے مفصل واقعات بھی پیش کرے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

درخواست دعا

- اخبار روزنامہ الفضل لندن آن لائن کو مختلف جہات سے قارئین کی طرف سے دعاؤں کی درخواستیں ملتی رہتی ہیں۔ جو گاہے بگاہے شائع کر دی جاتی ہیں تاجو دوست یا خواتین بیمار ہیں وہ دنیا بھر کے احمدیوں کی دُعاؤں کے طفیل صحت پائیں۔ جو پریشان ہیں، مشکلات میں ہیں ان کی پریشانیوں اور مشکلات دور ہوں۔ جن کی اولاد نہیں یا اولادِ نرینہ کی درخواست کر رہے ہیں۔ ان کی گودیں نیک، صالح، صحت مند اولاد سے ہری کرے۔ جو امتحانات دے رہے ہیں وہ نمایاں کامیابی پائیں۔ آمین
- قارئین روزنامہ الفضل لندن آن لائن شہداء احمدیت کے پسماندگان کو اور اسیران راہ مولیٰ کو بھی اپنی دُعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ اسیران کے لئے آسانیاں مہیاء فرمائے اور اسلام احمدیت کو دن دوگنی رات چوگنی ترقیات سے نوازتا چلا جائے۔ آمین
- اللہ تعالیٰ حضرت خلیفۃ المسیح کو کامل صحت کے ساتھ درازی عمر عطا فرمائے۔ اپنی حفاظت خاص میں رکھے اور روح القدس سے اپنی تائیدات سے نوازتا رہے اور ہم تمام احباب جماعت کو خلافت کی برکات و فیوض سے حصہ لینے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ آمین

(ادارہ)

اویس احمد طاہر۔صدر جماعت احمدیہ بیرن، سوئٹزرلینڈ

بیرن، سوئٹزرلینڈ میں قرآن کریم کی کامیاب نمائش

سوئٹزرلینڈ کے دارالحکومت بیرن Bern کی احمدیہ مسلم جماعت نے مؤرخہ 26/مارچ بروز ہفتہ 2022ء کو لینگناؤ Lengnau میونسپلٹی میں اسلام اور قرآن مجید کی نمائش کا اہتمام کیا۔ یہ قصبہ سوئٹزرلینڈ کے Seelandعلاقے میں گرینچن Grenchen شہر کے قریب واقع ہے اور اس کی آبادی تقریباً 5500 ہے۔

نمائش کے لیے شہر کے مرکزی علاقے کے اندر مارکیز لگائی گئی تھیں۔ افتتاحی تقریب کا آغاز صبح 10:30بجے تلاوت کلام پاک سے ہوا۔

سب سے پہلے میونسپل صدر محترمہ سینڈرا ہوبر مولر Sandra Huber-Müller نے خطاب کیا۔

پھر جماعت سوئٹزرلینڈ کے امیر محترم ولید طارق تارنتسر صاحب نے احمدیہ کمیونٹی اور اس کی سرگرمیوں کا تعارف کروایا اور میونسپلٹی کی صدر محترمہ سینڈرا ہوبر مولر کا شکریہ ادا کیا۔

اس موقع پر محترم امیر صاحب نے میونسپل صدر محترمہ سینڈرا ہیوبر مولر اور مقامی چرچ کے پادری مسٹر گیورگے زیڈرینیا Gheorghe Zdrinia کو تحفۃً بھی پیش کیا۔

افتتاحی ربن کاٹنے کے بعد محترم عبدالوہاب طیب صاحب مربی سلسلہ نے نمائش کے بارے میں تفصیلی تعارف کروایا۔ ایک خطاطی اسٹینڈ قائم کیا گیا تھا جہاں لوگ یادگار کے طور پر عربی رسم الخط میں اپنے نام لکھواسکتے تھے۔ Raclette - ایک سوئس سپیشلٹی زائرین کو پیش کی گئی۔

اللہ کے فضل سے اسلام اور قرآن مجید کی نمائش نہایت کامیابی کے ساتھ شام 4 بجے تک جاری رہی اور تقریباً 80 لوگوں نے اس میں شرکت کی۔ Biel/Bienne شہر کے ایک مقامی ٹی وی چینل TelebielingueTV نے 3 منٹ تک جرمن اور فرنچ زبان میں الگ الگ نمائش کی خبر دی۔ ٹی وی پر واضح طور پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر دکھائی گئی اور ان کا ذکر کیا گیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ اس ٹی وی چینل کے 2 لاکھ 60ہزار ناظرین ہیں۔

رپورٹ: رانا مبشر محمود۔ قائد عمومی

صحت سیمینار۔مجلس انصار اللہ ناروے

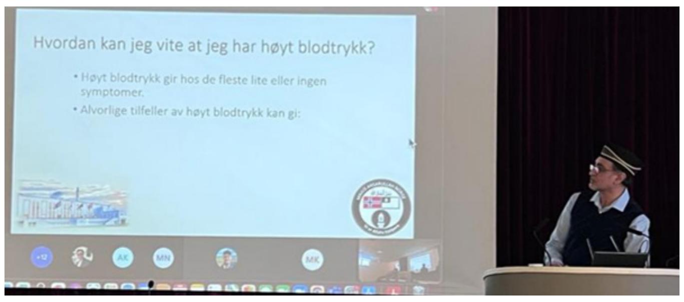

اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ مجلس انصار اللہ ناروے کو مؤرخہ 6 فروری 2022ء کو مسجد بیت النصر کے مسرور ہال میں بعد از نماز ظہر وعصر صحت سیمینار کے انعقاد کی توفیق ملی۔ اس پروگرام میں انصار نے بھر پور شرکت کی۔ یہ پروگرام تمام انصار کے استفادہ کے لئے براہ راست ڈیجیٹل طور سے بھی ناروے کی تمام مجالس میں نشر کیا گیا۔

اس مرتبہ صحت سیمینار کا موضوع ایک عام مرض ہائی بلڈ پریشر کے بارہ میں معلومات فراہم کرنا تھا۔ سب سے پہلے مکرم ڈاکٹر صفدر ملک صاحب جو احمدیہ میڈیکل ایسوسی ایشن ناروے کے صدر بھی ہیں، نے ایک پاور پوائنٹ پریزینٹیشن کے ذریعہ بلڈ پریشر کے بارہ میں نہایت وضاحت کیساتھ احباب کو ضروری معلومات دیں۔ اسکی وجوہات، اس سے بچاؤ کے طریق اور علاج پر روشنی ڈالی۔ انہوں نے بتایا کہ ہائی بلڈ پریشر ایک ”silent killer“ ہے اور اکثر ابتدا میں اس کی کوئی علامات نہیں ہوتیں۔ اور جب علامات ظاہر ہوتی ہیں تو بعض اوقات دیر ہو چکی ہوتی ہے اور دل، دماغ اور گردوں پر اثر ہو چکا ہوتا ہے۔

انہوں نے یہ بھی بتایا کہ انصار کی عمر تک پہنچنے کے بعد ہر ناصر کو کم از کم سال میں دو دفعہ اپنے ڈاکٹر کے پاس جاکر بلڈ پریشر چیک کروانا چاہیے۔

آپ کا بلڈ پریشر آرام کی حالت میں 140/90 mmHg سے بہرحال زیادہ نہیں ہونا چاہیے۔ مارکیٹ میں ملنے والے اچھے الیکٹرانک آلات سے آپ خود بھی اپنا بلڈ پریشر چیک کر سکتے ہیں۔ آخر پر حاضرین کو سوالات کا موقع بھی دیا گیا جن کے جوابات ڈاکٹر صفدر صاحب (General Practitioner) اور ڈاکٹر احمد رضوان صادق صاحب (Pulmonary Consultant) نے دیئے۔ انہوں نے بتایا کہ اگر کسی کو ہائی بلڈ پریشر ہے تو اس کو اپنے ڈاکٹر کے مشورہ سے باقاعدگی سے اس کی دوائی لینی چاہیئے۔ اور بلڈ پریشر چیک کرواتے رہنا چاہیئے کہ وہ کنٹرول میں ہے یا نہیں۔ دوائی کو چھوڑ چھوڑ کر کھانے سے نقصان کا خدشہ ہوتا ہے۔ اسی طرح اپنا لائف سٹائل کو بھی بہتر بنانا ضروری ہے۔ بھوک لگے تو کھائیں اور تھوڑی بھوک ابھی باقی ہو تو کھانا بس کر دیں۔ کھانے کی احتیاط کے ساتھ ساتھ ہر روز کم از کم آدھ گھنٹہ ورزش کریں، اپنا وزن بڑھنے نہ دیں، خاص طور پر اپنے پیٹ کو ہرگز بڑھنے نہ دیں۔ نمک کا استعمال کم کریں۔ کولسٹرول کی زیادتی کی صورت میں اسکی دوائی بھی ڈاکٹر کے مشورہ سے لینی چاہیئے۔ وٹامن ڈی کے سوال کے جواب میں ڈاکٹر صاحب نے تلقین کی کہ چونکہ سردیوں میں یورپ اور خاص طور پر ناروے میں دھوپ بہت کم ہوتی ہے اور اگر ہو بھی لوگ اس میں کم ہی بیٹھتے ہیں اس لئے یہ ضروری ہے کہ ایسی غذاؤں مثلاً مچھلی، انڈا، وغیرہ کا استعمال کیا جائے جس میں وٹامن ڈی ہو یا پھر وٹامن ڈی کی گولیاں استعمال کرنی چاہئیں۔ وٹامن ڈی سارے جسم کے لئے نہایت ضروری ہے اور اسکی کمی سے صحت کے بہت سے مسائل ہو سکتے ہیں۔ گرمیوں میں اگر آپ صبح کی دھوپ میں بیٹھ رہے ہیں تو وٹامن ڈی کی گولیاں کچھ عرصہ چھوڑ سکتے ہیں۔ دعا سے یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ پروگرام کے آخر میں تمام احباب کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ پروگرام احباب نے بہت پسند کیا۔ اس طرح یہ پروگرام نہایت کامیاب رہا۔

ایڈیٹر کے نام خط

نایاب ہوتے ہوئے پانی کی قدر کریں

مکرمہ صفیہ بشیر سامی۔ لندن سے لکھتی ہیں۔

الفضل آن لائن 7 مئی 2022ء کے شمارہ میں امۃ الباری ناصر صاحبہ کا مضمون ’’نایاب ہوتے ہوئے پانی کی قدر کریں‘‘ پڑھا۔ بہت اچھا اور بہت سی اچھی معلومات پر مبنی مضمون تھا۔ بہت سے واقعات میں ایک ربوہ کے آغاز میں بننے والے دارالخواتین کا ذکر بھی ہے جسے عام طور پر احاطہ کہتے تھے۔ اس احاطے کے اکلوتے نلکے سے پانی لینے والوں میں ہم بھی شامل تھے۔ ہماری خوش نصیبی ہے کہ ہمیں بھی حضرت مصلح موعودؓ کے بسائے ہوئے اُس مسکن سے پانی بھرنے کا اعزاز حاصل ہوا۔ جہاں درویشوں اور شہیدوں کے خاندان مل جل کر رہتے تھے۔

سچ ہے پانی کی قدر و قیمت اُن علاقوں میں جہاں میلوں مسافت طے کر کے عورتیں اور بچے سروں پر مٹکے اُٹھائے ہوئے لے کر آتے ہیں۔ یا جہاں جانور اور انسان ایک ہی جوہڑ سے پانی پیتے ہیں۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کا احسان مان کر شکر گزار ہونا چاہئے اور شکر کے اظہار کا ایک طریق یہ بھی ہے کہ ہمیں پانی کی قدر کرنی چاہئے اور اسے ضائع کرنے سے پرہیز کرنا چاہئے۔

مضمون میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے پانی کی بچت کا بھی ذکر ہے۔ آپؒ کے یکم جنوری 1999ء کے خطبہ جمعہ سے مکمل اقتباس پیش کرتی ہوں۔ آپ فرماتے ہیں۔

یہ جو فضول خرچی ہے اس کے متعلق میں ضمناً یہ نصیحت کرنا چاہتا ہوں۔ رمضان کا مہینہ، غریبوں کو کھانا کھلانے کے دن ہیں، کھانے میں بھی انسان بہت فضول خرچیاں کرتا ہے اور سب سے زیادہ فضول خرچی وہ نہیں کہ اچھا کھانا کھائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اچھے کھانے اپنے بندوں ہی کی خاطر پیدا کئے ہیں۔ فضول خرچی میں سمجھتا ہوں کہ اچھا کھانا ہو یا برا کھانا ہو، بچا ہوا چھوڑ دے اور ڈسٹ بن (Dust bin) میں چلا جائے، خصوصاً امریکہ اور انگلستان اور مغربی ممالک میں جتنے بھی امیر ممالک ہیں ان میں یہ عادت ہے۔ اور ان کے بچوں میں بھی یہ عادت ہے۔ میرا تو گھر میں ہر وقت یہ کام رہتا ہے کہ سمیٹتا رہتا ہوں ان کی پلیٹیں اور بچا ہوا خود کھا جاؤں تا کہ ڈسٹ بن میں نہ پھینکنا پڑے۔ لیکن آج کل ڈائٹنگ پر بھی ہوں آخر کہاں تک کھا سکتا ہوں۔ پھر میں کچھ فریزر میں بچا تا رہتا ہوں تا کہ یہ کھالوں اور اس طرح فضول خرچی نہ ہو۔

پھر آپؒ فرماتے ہیں۔

ضیاع کو اگر آپ ختم کر دیں اور یہ نظام انگلستان میں لوگوں کو سکھا دیں تو انگلستان میں جو فضول خرچی ہوتی ہے، وہ بچت ہوگی اس سے بہت سے غریب ممالک کے پیٹ بھر سکتے ہیں۔ یہ نہیں لوگ سوچتے اور انگلستان میں جو گندے پانی کی مصیبت ہے یہ بھی اس فضول خرچی کی عادت کی وجہ سے ہے۔ اب میں اپنے گھر کی بات بتا رہا ہوں، غسل خانے کی بات مگر اتنی بتاؤں گا جو آپ کی بھلائی کے لئے بتانی ضروری ہے۔ مَیں کبھی بھی شاور (Shower) کھول کر غافل نہیں ہوتا، تا کہ چلتی رہے اب بے شک اور نہاؤں اور جب تک فارغ نہ ہو جاؤں شاور کھلی رہے۔ ہر دفعہ جب شاور کو بدن پر استعمال کرتا ہوں ضرور بند کرتا ہوں پھر، اور بند کرنے کے بعد بدن کو تیار کیا نہانے کے لئے جو بھی ضرورتیں ہیں وہ پوری کیں پھر شاور کے سامنے آگئے اور اگر گرم پانی میں خرابی کے خطرے کے پیش نظر شاور کھلی رکھی جائے تو شاور سے پہلے پہلے میں ساری تیاری کر لیتا ہوں تا کہ جب شاور شروع ہو جائے تو پھر مسلسل اس کا جائز اور صحیح استعمال ہو۔ جتنا پانی میں بچا تا ہوں انگلستان کا۔ اگر سارے انگلستان والے بچانا شروع کر دیں تو پانی کی مصیبت ہی حل ہو جائے۔

(الفضل انٹر نیشنل 19 فروری 1999ء)

امۃ الباری ناصر صاحبہ کے ہر لفظ سے میں اتفاق کرتی ہوں ہمیں نہ صرف پانی بلکہ ہر چیز میں اعتدال سے کام لینا چاہئے۔ اور یہ بھی کہ اگر یہ نایاب پانی بہانا ہی ہے تو راتوں کو اپنی آنکھوں سے بہائیں اور وہ اتنا بہائیں کہ ہماری روحیں دُھل جائیں، ہمارے گناہ دُھل جائیں اور اللہ تعالیٰ ہماری بخشش فرما دے اور ہمیں اپنی رحمت اور بخشش کی چادر میں لپیٹ لے۔ آمین

اعلان نکاح

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ 7/ مئی 2022ء بعد نماز عصر مسجد مبارک اسلام آباد، یوکے میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرما کر ان کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی۔

- عزیزہ فرحانہ عامر (واقفۂ نو) بنت مکرم عبدالمجید عامر صاحب (مربی سلسلہ۔ مرکزی عربک ڈیسک)
  ہمراہ عزیزم عبدالرافع خان ابن مکرم عبدالحفیظ خان صاحب (مانچسٹر۔ یوکے)
- عزیزہ فضہ شیخ بنت مکرم طارق احمد شیخ صاحب (جرمنی)
  ہمراہ عزیزم عمیر احمد ابن مکرم منیر احمد منور صاحب (مبلغ انچارج سوئٹزرلینڈ)
- عزیزہ مہوش نقوی بنت مکرم سید اظہر حسین نقوی صاحب (ساؤتھال۔ یوکے)
  ہمراہ عزیزم طلعت صیام (متعلم جامعہ احمدیہ یوکے) ابن مکرم محمد صیام صاحب
- عزیزہ نخل محمود بنت مکرم خالد محمود صاحب (جرمنی)
  ہمراہ عزیزم سفیر احمد بٹ (متعلم جامعہ احمدیہ جرمنی) ابن مکرم محمد پرویز بٹ صاحب
- عزیزہ درثمین احمد بنت مکرم سعید احمد صاحب (بیلجیئم)
  ہمراہ عزیزم عامر نذیر ابن مکرم افضل احمد صاحب (بیلجیئم)

اللہ تعالیٰ ان رشتوں کو ہر لحاظ سے مبارک کرے۔ ادارہ الفضل آن لائن کی طرف سے مبارکباد قبول کریں۔

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

صباح الدین بٹ۔ نمائندہ روزنامہ الفضل سوئٹزرلینڈ

سپورٹس ڈے، مجلس انصار اللہ سوئٹزرلینڈ پر Bowling کے مقابلہ جات

مؤرخہ 13/مارچ 2022ء بروز اتوار مجلس انصار اللہ سوئٹزرلینڈ کے زیرِ اہتمام سپورٹس ڈے منایا گیا۔ اس دفعہ سپورٹ کے لئے BESECO Bowling Hall, Elsau, Winterthur میں Bowling کے مقابلہ جات ہوئے۔ جس میں ملک کی سات مجالس آرگاؤ، بیرن، بازل، نیوشاتل، ونٹرتھور، زیورخ ناصر اور مشتاق کے 24 انصار بھائیوں نے شرکت کی۔ باوجود اس کے کہ نصف کے قریب انصار بھائیوں کی زندگی میں پہلی دفعہ Bowling سے جان پہچان ہوئی تھی پھر بھی انہوں نے بال کو آہنی اور آڑے ہاتھوں لیتے ہوئے کئی پرانے کھلاڑیوں کو مات دے دی۔ مقابلے کی دوڑ میں تمام کھلاڑی مزید کھیلنا چاہتے تھے لیکن وقت کی کمی آڑے آئی اور بات پھر پہ جا پڑی۔

بہرحال تمام کھلاڑی Bowling سے خوب محفوظ ہوئے۔

ایک سبق آموز بات

ہمارے مذہب اسلام نے صفائی پر بہت زور دیا ہے یہاں تک کہ اسے ایمان کا حصہ قرار دیا ہے۔ آیئے! آج کی چھوٹی سی بات میں اس بات کا جائزہ لیں کہ آیا ہم اسلام کے اس حکم پر عمل کر رہے ہیں۔

- کیا ہم پسینے سے شرابور کپڑے بدل کر نہا دھو کر کسی مسجد یا مجلس جاتے ہیں؟
- کیا ہم غسل لینے کے بعد اپنی میل کچیل اور بالوں سے آلود صابن کی ٹکیہ کو بھی غسل دیتے ہیں تا کہ ہمارے بعد میں نہانے والا اس صابن کی ٹکیہ کو دیکھ کر کراہت محسوس نہ کرے؟
- کیا ہم صاف ستھری جرابیں پہن کر مسجد میں جاتے ہیں کہ پچھلی صف میں کھڑے نمازی ہماری جرابوں کے تعفّن کی وجہ سے بیزار نہ ہوں؟
- کیا ہم دوسروں سے بات کرتے ہوئے اتنا قریب تو نہیں ہوتے کہ ہمارے منہ کے چھینٹے ان کے منہ پر پڑ رہے ہوں اور یہ سپرے انکے لئے ناقابلِ برداشت ہو؟

بشریٰ نذیر آفتاب۔ سسکاٹون، کینیڈا

طلوع وغروب آفتاب

19 مئی 2022ء

	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	04:16	18:53
مدینہ منورہ	04:09	19:00
قادیان	03:55	19:21
ربوہ	03:55	19:01
اسلام آباد ٹلفورڈ	03:38	20:52

فقہی کارنر

نماز میں قیام کے دوران ہاتھ باندھنے کی کیفیت

حضرت مولوی محمد ابراہیم بقاپوریؓ روایت کرتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک دفعہ میں نے نماز جمعہ سے پہلے دو رکعت سنت پڑھتے ہوئے دیکھا۔ آپ کا رکوع، قیام، قومہ، جلسہ درمیانہ تھا۔ ہر ایک رکن میں اطمینان اور تسلی ہوتی تھی۔ پھر میں نے ہاتھ باندھنے کی کیفیت دیکھی کہ سینے پر ہاتھ بندھے ہوئے تھے اور دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر تھا اور دائیں ہاتھ کے انگوٹھے اور چھنگلی سے بازو پکڑا ہوا تھا اور تینوں درمیانی انگلیاں بازو پر تھیں اور کہنیوں کے جوڑ سے ورلی طرف ملی ہوئی تھی۔

(اصحاب احمد جلد 10 صفحہ 257 نیا ایڈیشن)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)